أَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ رسالہ عجیبہ و سلالہ غریبہ

الموسوم بہ

تذکرۂ فریدیہ

مؤلفہ

جامع شریعت و طریقت واقف رموز حقیقت و
معرفت حضرت مولٰنا الحافظ الحاج مولوی
محمد مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری انبیٹھوی

حسب فرمائش

قاضی محمد رفیع الدین صاحب خادم خاص حضرت بارگاہ چشتیہ نظامیہ فخریہ صمدیہ

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام ٹھاکر داس مینیجر چھپا

بار اول
تعداد ایکہزار

1/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ المنعم المنان الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ حبیب الرحمٰن سید الانس والجان وعلیٰ الہ واصحابہ ذوی الہدایۃ والایقان وعلیٰ من تابعھم من الاولیاء الذین سلکوا مسالک الصدق والاحسان وصعدوا علیٰ مدارج القرب والعرفان ط۔

اما بعد عاجز مسکین مشتاق احمد حنفی چشتی صابری انبہٹوی عرض کرتا ہے کہ حضرت قبلہ راستان وکعبہ خداپرستان برگزیدہ بارگاہ احد مخدومنا جناب دیوان سید محمد سجادہ نشین بارگاہ عالم پناہ سلطان بحر وبر شیخ الاسلام غوث الانام حضور خواجہ فرید الملۃ والدین گنج شکر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے اس عاجز خادم سے ارشاد فرمایا کہ حضور شیخ الاسلام گنج شکر کے حالات قدسی سمات ہر چند سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نام لیوا اور خدام لکھتے چلے آئے ہیں اور بہت کتابوں میں موجود ہیں مگر فارسی زبان میں ہیں اردو میں بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ ناکافی ہیں۔ لہٰذا تم اس خدمت کو بجالاؤ اور مروجہ اردو زبان میں لکھو تاکہ عام اردو خواں اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں اور نسبت خاص پیدا کر کے فیضان اس سرور عارفاں سے بہرہ اندوز ہوں فاقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب فرخ شاہ بادشاہ کابل سے ملتا ہے اور فرخ شاہ حضرت

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے کما فی کتب السیر چنانچہ مصنفین اہل سیر نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ حضور شیخ الاسلام فاروقی ہیں لیکن حضور کے اجداد میں حضرت
سلطان ابراہیم بن ادہم رحمت اللہ علیہ بھی ہیں یا نہیں اسمیں اختلاف ہے حضرت
علامہ محقق عارف باللہ مولٰنا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب اقتباس الانوار
کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھتے ہیں۔ این فقیر محرر سطور میگوید کہ اتصال صاحب سیر الاقطاب
نسب حضرت گنج شکر را بہ سلطان ابراہیم بن ادہم غیر صحیح است چراکہ بہ ثبوت
پیوستہ کہ از اسحاق پسر حضرت ابراہیم بن ادہم عقبے نہ ماندہ بلکہ لاولد رفتہ نعم بودن حضرت
گنج شکر از فرزندان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ثابت و صحیح است بے ریب و ارتیاب
انتہی خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ صاحب سیر الاقطاب نے حضور شیخ الاسلام
کا نسب شریف جو حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم سے ملایا یہ ثابت نہیں ہوا البتہ
یہ امر متحقق ہے کہ حضور شیخ الاسلام حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں

اقول طبقات کبریٰ صفحہ ۵۹ جلد ۱ میں امام عبدالوہاب شعرانی نے حضرت
ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو فاروقی نہیں لکھا بلکہ من اولاد الملوک لکھا ہے عبارت
اس کی یہ ہے۔ کان من کورۃ بلخ من اولاد الملوک۔

ایسا ہی نفحات الانس کے صفحہ ۲۰ میں مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے از ابناء
ملوک لکھا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ کی اولاد میں ہوتے تو ان کتابوں میں من اولاد الملوک ہونے کی علاوہ من اولاد
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہونے کو شرفاً اور فخراً ضرور ظاہر کرتے۔

اور تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۱ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھا ہے کہ بنی عجل سے ہیں اور بعض بنی تمیم بتلاتے ہیں مگر بنی عدی کا احتمال ظاہر
نہیں کیا اس سے بھی معلوم ہوا کہ فاروقی نہیں ہیں کیونکہ فاروقی بنی عدی ہیں اور کتاب

سلسلۃ الاسلام میں جسکے مصنف حضرت مولٰنا غلام حیدر حضور شیخ الاسلام گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں حضور شیخ الاسلام کے نسب نامہ میں ابراہیم بن شیخ ناصر نام لکھا ہے ابراہیم بن ادہم نہیں لکھا ہے یہ کتاب قلمی ہے ۱۳۰۶ھ ایکہزار ارشتھ میں لکھی گئی ہے کتبخانہ نواب صاحب گنجورہ میں موجود ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بعض مورخین کو اشتباہ اور مغالطہ واقع ہوا ابراہیم بن شیخ ناصر کو ابراہیم بن ادہم سمجھ گئے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اثنار تحریر کتاب ہذا میں عزیزم مولوی فضل احمد امروہی نظامی فریدی نے کہ حضور شیخ الاسلام فریدالملتہ والدین رضی اللہ علنہ کی اولاد امجاد سے ہیں کتاب مستطاب مخزن مناقب چشت میرے پاس بھیجی یہ کتاب قلمی ہے اور ۱۲۳۰ھ میں لکھی گئی اور اس کے مصنف حضرت مولٰنا علی اصغر فریدی مصنف جواہر فریدی وغیرہ وے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مشہور محقق مورخ گزرے ہیں اسی کتاب میں حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے نام ایک گرامی نامہ خاص بلدہ چشت شریف کا حضرت خواجہ خواجگان خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہ کی اولاد وامجاد میں سے خواجہ قطب الدین رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا نقل کیا ہے۔

اس گرامی نامہ میں حضور شیخ الاسلام فریدالملتہ والدین رضی اللہ عنہ کو فاروقی لکھا ہے اور حضور شیخ الاسلام کی حیات شریفہ میں یہ گرامی نامہ آیا تھا پس یہ بھی قوی ثبوت حضور شیخ الاسلام کے فاروقی النسب ہونیکا ملگیا۔

الحاصل سیدنا حضور شیخ الاسلام خواجہ فریدالملتہ والدین رضی اللہ عنہ کے فاروقی النسب ہونے میں محققین مورخین متفق اللفظ ہو حضور ممدوح کی اولاد امجاد میں کثرت سے علما اور صلحا گذرے ہیں جنہیں صدہا مصنف ہیں اور دیگر خدام حضور کے سلسلہ عالیہ کے مشرق و مغرب میں موجود ہیں انمیں اکثروں نے حضور کے ملفوظات

اور کلمات قدسیہ قلم بند کئے ہیں تمام نے بالاتفاق حضور موصوف کا سلسلہ نسب فاروقی ہی بتلایا ہے۔ گویا درجہ تواتر تک نوبت پہنچی ہوئی ہے تواتر کے خلاف بحث کرنا اور جمہور محققین کی تحقیق کے برعکس قلم اٹھانا جیسا کہ آج کل بعض اہل علم امروہی لکھ پڑھ رہے ہیں اور حضور شیخ الاسلام کا نسب سادات بنی فاطمہ سے ملاتے ہیں جمہور کے خلاف ہے التفات کے قابل نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

سیر الاولیاء میں ہے کہ چنگیز خان کے فساد کے زمانہ میں حضور شیخ الاسلام کے جد امجد حضرت قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہ مع تین فرزندوں کے اور دیگر اتباع کے کابل سے ولایت لاہور میں تشریف لے آئے تھے اور قصبہ قصور میں قیام فرمایا تھا وہاں کے قاضی نے کہ آپ کے خاندان عالیشان سے واقف تھا آپکی خبر گیری اور مہمانداری میں کمی نہیں کی اور بادشاہ وقت کو آپ کا ذکر خیر لکھا بادشاہ نے آپکی تعظیم و احترام بجا لانے کا حکم صادر کیا اور یہ بھی لکھا کہ جو عہدہ انکی شان کے مناسب ہو پیش کریں حضرت مولنا شعیب نے کسی عہدہ بادشاہی پر مامور ہونے سے انکار کیا لیکن پھر بھی قصبہ کھاتوال کی قضاۃ جو ملتان سے نزدیک ہے حکم شاہی سے آپ کے سپرد کر دی گئی آپ کو منظور کرنا پڑا وہیں قیام فرمایا

جواہر فریدی صفحہ ۱۰۳ میں سیر الاولیاء سے نقل کیا ہے کہ حضور شیخ الاسلام خواجہ فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت خواجہ جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت مولنا وجیہ الدین عباسی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا یہ بی بی صاحبہ اپنی زمانہ کی رابعہ صاحب کشف و کرامت تھیں انکے بطن شریف سے تین پسر اور ایک دختر پیدا ہوئیں اول صاحبزادہ خواجہ اعز الدین۔ دوم حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین۔ سوم حضرت خواجہ نجیب الدین متوکل اور صاحبزادی خاتون جمیلہ تھیں جنکے حضور شیخ الاسلام کے خواہرزادہ

سید الطائفہ الصابریہ حضور مخدوم علاء الملتہ والدین صابر کلیری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے
موافق روایت جواہر فریدی حضور شیخ الاسلام کی پیدائش غرہ رمضان المبارک
۵۷۹ھ پانسو اناسی ہجری میں ہوئی اور خزینۃ الاصفیا میں حضور شیخ الاسلام
کا ۵۸۹ھ ولادت پانسو بیاسی نقل کیا ہے اتفاقاً ابر کے سبب اس دن رمضان
کا چاند نظر نہ آیا تھا۔ آدمیوں میں بابت رویت اختلاف پیدا ہو رہا تھا۔ کوئی
کہتا تھا کہ آج روزہ ہے کوئی انکار کرتا تھا۔ اسی اثنا میں چند آدمی جمع ہو کر حضرت
خواجہ جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روزہ رکھنے
یا نہ رکھنے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ اسی جلسہ میں ایک صاحب
اولیاء اللہ میں سے موجود تھے انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ جمال الدین سلیمان
کے گھر آج فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے اگر اسنے مادر کا دودھ نہیں پیا تو سمجھو کہ آج
روزہ ہے۔ اور اگر دودھ پی لیا تو روزہ نہیں ہوا چنانچہ حضرت شیخ الاسلام کی والدہ
ماجدہ سے دریافت کیا تو یہ جواب ملا کہ صبح سے اس بچہ نے دودھ نہیں پیا۔ اس
امر کے معلوم ہونے پر حسب ارشاد ان بزرگ ولی اللہ کے تمام نے روزہ رکھا
اسکے بعد آیندگان دیگر دیار و بلدان سے بھی ثابت ہو گیا کہ چاند ہوا تھا اور
رمضان شریف کا پہلا روزہ تھا۔

اسرار السالکین سے اقتباس الانوار میں صفحہ ۱۹۲ میں نقل کیا ہے کہ تمام رمضان
المبارک میں پیدا ہونے کے بعد حضور شیخ الاسلام نے روزے رکھے ایک
پستان سے افطار کے وقت دودھ پیتے اور سحری کے وقت دوسرے پستان
سے نوش فرماتے۔ تمام ماہ مبارک رمضان میں یہی حال رہا کہ حضور شیخ الاسلام
کا روزہ قضا نہیں ہوا۔

کرامت حضرت والدہ ماجدہ شیخ الاسلام

جواہر فریدی صفحہ ۲۰۴ میں بروایت حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور شیخ الاسلام کی والدہ ماجدہ رات کے وقت نماز تہجد اور عبادت میں مصروف تھیں چور گھر میں آیا مگر حضرت ممدوحہ کی کرامت سے فوراً نابینا ہو گیا جب اندھا ہو جانیکے سبب باہر نہ نکل سکا فریاد کرنے لگا اور کہنے لگا بار خدایا میں چوری کرنے کو اس گھر میں آیا تھا۔ تیرے کسی ولی کے سبب جو اس گھر میں ہونگے اندھا ہو گیا ہوں۔ اب اپنے اس ولی کے طفیل میرا قصور معاف کر دے اور میری بینائی واپس عطا کر میں توبہ کرتا ہوں پھر یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اور میں دولت اسلام سے مشرف ہو جاؤنگا۔

حضور شیخ الاسلام کی والدہ ماجدہ نے جب یہ فریاد چور کی سنی اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کی کہ یہ چور بینا ہو جاوے چنانچہ اسکی بینائی لوٹ آئی۔ وہ گھر گیا اور مع عیال و اطفال کے حضرت ممدوحہ کیخدمت میں حاضر ہو کر دولت اسلام سے مشرف ہو گیا اور مرتبہ ولایت سے سرفراز ہوا چنانچہ اس چور کی قبر اس قصبہ میں موجود ہے وہاں کے باشندے زیارت کے واسطے قبر پر حاضر ہوتے ہیں اس قصہ کرامت والدہ ماجدہ حضور شیخ الاسلام کو تاریخ فرشتہ مطبوعہ کے صفحہ ۳۰۳ میں بھی نقل کیا ہے اور اسی طرح اسرار الاولیا صفحہ ۹۰ میں بروایت حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ یہ کرامت مرقوم ہے۔

روایت ہے جب حضور شیخ الاسلام کی عمر شریف دو تین سال کی ہوئی۔ حضور کی والدہ ماجدہ نے نماز کا پڑھنا سکھایا۔ شیخ الاسلام نے عرض کیا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے حضور کی والدہ ماجدہ نے اس خیال سے کہ بچوں کو شکر سے

رغبت ہوتی ہے یہ جواب دیا کہ نماز پڑھنے سے شکر ملتی ہے جب حضرت شیخ الاسلام
نماز سیکھ کر مصلے پر نماز کے واسطے کھڑے ہوئے حضور کی والدہ ماجدہ نے کچھ شکر
مصلے کے نیچے رکھدی اور نماز سے فارغ ہونے پر حضور کو دی اتفاقاً کسی دن حضرت
والدہ ماجدہ شیخ الاسلام اپنے بھائی کے گھر تشریف لے گئی تھیں۔ نماز کا وقت
آگیا حضرت شیخ الاسلام نے موافق تعلیم اپنی والدہ ماجدہ کے وقت پر نماز ادا
کی اور بعد نماز مصلی کو اٹھایا تو اسکے نیچے شکر کا خزانہ پایا خود بھی شکر نوش فرمائی اور
دوسرے ہمراہی بچوں کو بھی دی جب حضور کی والدہ ماجدہ تشریف لائیں تو حضور
نے کہا آپکے سامنے تو ہمیں تھوڑی شکر ملتی تھی۔ مگر آج اللہ کریم نے ہمیں بہت
شکر دی حضور کی والدہ ماجدہ یہ سنکر بہت خوش ہوئیں اور معلوم کرلیا کہ یہ میرا فرزند خدا تعالیٰ
کا پیارا اور ولی ہے (جواہر فریدی صفحہ ۲۸۴)

اقتباس الانوار صفحہ ۱۶۲ میں سیر العارفین سے نقل کیا ہے کہ حضرت
سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور شیخ الاسلام تحصیل علوم کے
واسطے شہر ملتان میں پہونچے مولنا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں قیام فرمایا ایک
کتاب نافع جو علم فقہ میں ہے پڑھ رہے تھے اچانک قطب الاقطاب قطب الحق والدین
بختیار کاکی رضی اللہ عنہ اوش کی جانب سے اسی مسجد میں تشریف لے آئے دیکھا کہ ایک
جوان پاکیزہ رو نیک خو ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہے دریافت فرمایا یہ کونسی کتاب ہے عرض کیا
اس کتاب کا نام نافع ہے حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ اے مسعود کیا تمہیں اس کتاب سے نفع ہوگا
حضور شیخ الاسلام نے عرض کیا کہ مجھے تو حضور کی نظر کیمیا اثر سے فائدہ
ہوگا۔ یہ عرض کرتے ہی اوٹھے اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کے
اقدام شریفہ میں سر رکھا اور جان و دل سے معتقد ہو گئے۔ سیر الاولیا صفحہ ۶۱
میں ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الملتہ والدین رضی اللہ عنہ حضور شیخ الاسلام

کے پاس مسجد مولٰنا منہاج الدین میں رونق افروز تھے حضور خواجہ کی ملاقات کے
واسطے حضرت بہاء الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور موافق عادت
شریفہ تواضع بزرگان اُٹھتے وقت حضرت بہاء الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ نے
خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کی نعلین شریفین کو اپنے دست
مبارک سے درست کیا اور سید ہار کہا اسی وقت حضرت خواجہ قطب الاقطاب
دہلی کی طرف روانہ ہو گئے اور حضور شیخ الاسلام کہ دل وجان سے فدائیاں
حضرت خواجہ سے ہو گئے تھے خواجہ کی ہم رکاب ہو لئے اور دہلی پہونچے اور وہاں
پہونچکر دولت بیعت سے مشرف ہوئے وقت بیعت حضرت مولٰنا قاضی حمید الدین
ناگوری اور حضرت مولٰنا علاء الدین کرمانی اور حضرت سید نور الدین مبارک
غزنوی اور حضرت شیخ نظام الدین ابو المویّد و مولٰنا شمس ترک و خواجہ محمود موئنہ
دوز وغیرہم رحمت اللہ علیہم بھی موجود تھے یہ حضرات ایسے کامل مکمل بزرگ
تھے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ان پر مکشوف تھا۔ انتہیٰ۔

فوائد السالکین صفحہ ۱۰ میں خود حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین نے بھی اپنی بیعت
کے وقت حضرت اولیاء موصوفین کا موجود ہونا لکھا ہے اور یہ جملہ لکھا ہے کہ جب
حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی قدمبوسی میسر ہوتی اسیوقت اس دعاگو کے سر پر
کلاہ چہار ترکی رکھدی اور کمال نوازش وکرم کیا اور زبان الہام ترجمان سے فرمایا۔ کہ
شیخ وقت میں اسقدر تصرف باطنی ہونا چاہئے کہ جب کوئی طالب اسکی خدمت
میں بیعت ہونے کو حاضر ہو اپنی قوت باطنی سے طالب کے سینہ کا زنگار دور
کردے اور دنیا کی آلایش اسکے سینہ میں نہ رہنے دے پھر ہاتھ پکڑ کر خدا تک
اس کو پہونچادے اگر یہ قدرت اور تصرف نہو تو پیر اور مرید دونوں ہدایت کے
رستہ سے ناواقف ہیں۔ انتہیٰ۔

اقتباس الانوار میں بحوالہ سیر العارفین یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ کے ہمراہ ملتان سے دہلی کیطرف متوجہ ہوئے صرف تین منزل چلے تھے کہ حضرت خواجہ نے فرمایا بابا فرید ابھی کچھ عرصہ تحصیل علوم ظاہری میں مصروف رہو پھر فارغ ہوکر ہمارے پاس دہلی میں آؤ اور قیام کرو چنانچہ حضرت خواجہ کے حکم کے موافق حضور شیخ الاسلام تحصیل علوم کیواسطے قندہار پہونچے اور پانچ سال وہاں قیام فرماکر علوم ظاہری تحصیل کرتے رہے اور نیز اقتباس الانوار میں حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس زمانہ میں عمر شریف حضور شیخ الاسلام کی اٹھارہ سال کی تھی قندہار سے بغداد شریف پہونچے اور حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت سیف الدین باخرزی اور حضرت بہاؤ الدین حموی اور حضرت اوحدالدین کرمانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی دولت صحبت سے مالامال ہوکر دہلی آئے۔

اقتباس الانوار صفحہ ۴۳۲ میں لکھا ہے کہ حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وقت موجودگی بغداد شریف میں شیخ اجل شیرازی سے ملا شیخ نے مجھے دیکھکر فرمایا اے لنگر دار عالم آ۔ خداوند کریم تمہارے رزق میں برکت دے۔ بہت اچھا کیا آپ آگئے۔ اور نیز حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد سے باہر نکلا جنگل میں ایک درویش کو دیکھا نہایت کمزور ہو رہا تھا سوائے ہڈی اور چمڑے کے کچھ باقی نہ رہا تھا میں کچھ دنوں تک انکی خدمت میں رہا۔ اسکے بعد میں بخارا کی طرف روانہ ہوا شیخ سیف الدین باخرزی سے ملا بڑے زبردست بزرگ تھے جب میری طرف دیکھتے تھے یہ فرماتے تھے کہ یہ بچہ اپنے زمانہ کے مشائخ میں سے ہوگا اور تمام عالم اسکے فرزندوں اور مریدوں سے پر ہو جائے گا اور سیاہ کملی جسکو خود اوڑھ رکھا تھا مجھے دی اور فرمایا اسے اوڑھ لو چنانچہ میں نے

اُسے اوڑھ لیا۔ اِسکے بعد مسجد کے برابر ایک صومعہ میں باہیبت و شوکت بزرگ کو دیکھا عالم فکر میں کھڑے تھے آنکھیں ہوا کیطرف کھلی ہوئی تھیں چار دن کے بعد عالم صحو اور ہوش میں آگئے میں نے سلام کیا سلام کا جواب دیکر فرمایا میرے سبب آپ کو تکلیف ہوئی بیٹھ جایئے چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ ان بزرگ نے تمام حالات اور مقامات اپنے میرے سے بیان کئے رات بھر میں اُنکی خدمت میں تھا جب دن ہوا وہ بزرگ غائب ہو گئے میں بھی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور بعض ایسے بزرگوں کو بدخشاں میں دیکھا کہ انکے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے آخر میں واپس ہو کر ملتان پہونچا برادرم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کو دیکھا مصافحہ کیا شیخ نے فرمایا کہاں تک یہ راستہ طے کیا ہے میں نے کہا اگر جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں اس سے ہوا میں اڑنے کے واسطے کہوں تو اڑنے لگے حضور شیخ الاسلام یہ فرما ہی رہے تھے۔ کہ کرسی ہوا میں اٹھنے لگی حضرت شیخ بہاؤالدین نے کرسی پر ہاتھ مارا وہ بیٹھ گئی حضرت شیخ نے فرمایا مولانا فرید آپنے اپنا کام خوب قبضہ میں کر لیا ہے۔ حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں پھر میں وہاں سے دہلی پہنچا اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الحق والدین کی خدمت اقدس میں ٹھیر گیا۔ جو نعمت اور کمال میں نے حضرت قطب الاقطاب میں پایا وہ اور جگہ نہیں دیکھا میں انھیں کا ہو رہا اور بیعت سے مشرف ہوا تیسرے روز مجھے نعمت ارزانی فرمائی اور یہ بھی زبان مبارک سے فرمایا مولانا فرید تم اپنا کام پورا کر کے میرے پاس آئے ہو۔ انتہی

سیر الاولیا صفحہ ۶۲ میں ہے کہ حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین رضی اللہ عنہ شہر میں تھے حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے وعظ میں تشریف لیجایا کرتے تھے ایک روز ممبر پر شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے حضور شیخ الاسلام کے اوصاف

بیان کئے چونکہ حضور شیخ الاسلام کے کپڑے بوسیدہ اور پھٹے ہوئے تھے
حاضرین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کس کی تعریف ہورہی ہے اتفاقاً وہیں کسی شخص نے
حضور شیخ الاسلام کے سامنے پیراہن پیش کیا حضور نے اسکو پہنکر فوراً اتار دیا
اور اپنے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کو دیدیا اور یہ فرمایا جو لذت
مجھے اس پرانے کپڑے میں حاصل تھی وہ اس نئے کپڑے میں نہیں دیکھی جب
حضور شیخ الاسلام کا شہرہ شہر دہلی میں زیادہ ہوگیا کہ خلیفہ خاص حضرت خواجہ
قطب الاقطاب کے تھے مخلوق جمع ہونے لگی اور شہرت حضور کے مزاج مقدس
کے خلاف تھی حضور نے شہر چھوڑا اور قصبہ ہانسی میں سکونت اختیار کی اور مجاہدہ
وریاضت میں مشغول ہوگئے۔ مگر یہ نہیں چاہتے تھے کہ شہرت ہو اتفاق سے مولانا
ترک واعظ وہاں پہونچ گئے اور حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی زیارت کرکے جان
ودل سے شیدائی بن گئے اور وعظ میں بادشاہوں کی طرح حضور کی تعریف کرنے
لگے۔ لہٰذا حضور شیخ الاسلام نے ہانسی کو بھی چھوڑا اور موضع کتھوال میں چلے گئے
جہاں قدیمی وطن آبا واجداد کا ہوگیا تھا حضرت شیخ جلال الملتہ والدین تبریزی وہیں
جا پہنچے اور موضع کے باشندوں سے پوچھا یہاں کوئی درویش ہے لوگوں نے
عرض کیا مریدان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک
قاضی زادہ ہے۔ حضرت شیخ ملاقات کے ارادہ سے چلے رستہ میں کسی شخص نے
ایک انار نذر کیا وہ انار ہاتھ میں لئے ہوئے حضور شیخ الاسلام کے پاس پہنچے اور بیٹھکے
انار توڑکر کھانا شروع کیا چونکہ حضور شیخ الاسلام صائم تھے باوجود تواضع حضرت
کے روزہ افطار کرنا مناسب نہ جانا انار نہیں کھایا حضور شیخ الاسلام کا پاجامہ دریدہ
تھا اور ہوا کے چلنے پر بے پردگی ہوتی تھی لہٰذا حضور شیخ الاسلام دامن سے پردہ
پوشی کرتے تھے حضرت شیخ نے یہ حال معلوم کرکے بطور تسلی ایک درویش کا قصہ

بیان کیا کہ وہ بخارا میں پڑھتا تھا سات برس تک اسکے پاس پائجامہ نہ تھا پیراہن ہی سے پردہ پوشی کرتا تھا تم دل میں کچھ خیال نہ لاؤ۔ پھر حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ شکر رخصت ہوئے اور باہر تشریف لیگئے حضور شیخ الاسلام کو افسوس ہوا کہ میں نے کیوں روزہ افطار نہ کیا اور انار نہ کھالیا انار کا ایک دانہ پڑا ہوا تھا زمین پر سے اٹھا کر دستار میں رکھ لیا کہ اس سے روزہ افطار کروں گا چنانچہ شام ہونے پر روزہ اسی سے کھولا دانہ کھاتے ہی دل میں روشنی خاص پیدا ہوئی اور جب حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ سے حضور شیخ الاسلام کا ملنا ہوا تو حضرت خواجہ نے فرمایا اے مسعود اس ایک دانہ انار سے جو مقصود تھا وہ تمہیں مل گیا تھا۔

حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قصہ بخارا کے طالب علم کا واسطے تسلی حضور شیخ الاسلام کے بیان کیا تھا وہ انکا اپنا قصہ تھا۔ اور جب قصبہ کھتوال میں بوجہ قرب ملتان حضور شیخ الاسلام کی شہرت زیادہ ہونے سے آمد و رفت مردمان زیادہ ہوگئی حضور وہاں سے قصبہ اجودہن میں تشریف لے آئے کہ ان دنوں یہ مقام غیر مشہور اور مجہول تھا سولہ سال اور دوسری روایت میں چوبیس سال عمر شریف کے آخر تک یہیں قیام فرمایا۔ چنانچہ یہ مقام حضور شیخ الاسلام کے وجود مبارک سے ہندوستان اور خراسان کا قبلہ ہوگیا۔ اور بجائے اجودہن کے پاکپٹن شریف زبان زد خاص عام بنگیا۔

وجہ تسمیہ شکر گنج

سیر الاولیاء صفحہ ۷۰ میں ہے کہ حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کرنے کی

اجازت مرحمت فرمائے۔ حضرت خواجہ قطب نے فرمایا کہ تین دن کا روزہ رکھو چنانچہ حضور شیخ الاسلام نے ایسا ہی کیا تین دن تک کچھ نہیں کھایا روزہ سے رہے تیسرے دن افطار کے وقت ایک شخص تین نان لایا حضور شیخ الاسلام نے اس خیال کر کہ یہ کھانا غیب سے پہنچا ہے اسی سے افطار کر لیا۔ اسی عرصہ میں ایک کوا نظر پڑا کہ درخت پر بیٹھا ہوا مردار کی اوجھڑی منہ میں لے رہا ہے حضور شیخ الاسلام کے دلی تقدس منزل میں کراہیت پیدا ہوئی غثیان ہو کر استفراغ ہو گیا جو کچھ کھایا تھا وہ نکل گیا حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے یہ قصہ معلوم ہو جانے پر حضور شیخ الاسلام سے فرمایا۔ اے مسعود تیسرے دن تم نے شرابی کے گھر کا کھانا کھایا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کھانا تمہارے معدہ میں نہیں ٹھہر سکا نکل گیا۔ اب از سر نو تین دن کا روزہ رکھو اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کرو چنانچہ حضور شیخ الاسلام نے ارشاد مرشدی کی تعمیل کی چھٹے دن آدھی رات تک کچھ خوراک نہ ملنے سے ضعف بہت غالب ہو گیا۔ دست مبارک زمین پر ڈالا مٹھی میں چند کنکریاں آئیں انکو منہ میں ڈال لیا خدا کے فضل سے حضور شیخ الاسلام کی کرامت ظاہر ہوئی وہ کنکریاں دہن مبارک میں شکر بن گئیں حضور کے دل میں گذرا کہیں مکر و استدراج نہ ہو جو کچھ منہ میں تھا تھوک دیا اور عبادت میں مصروف ہو گئے آخر بہت زیادہ ضعف ہو جانے پر پھر زمین پر سے کنکریاں اٹھا کر منہ میں ڈال لیں فوراً شکر بن گئیں انکو بھی تھوک دیا اور عبادت میں مصروف ہو گئے جب نہایت مجبور ہوئے تو تیسری دفعہ پھر زمین سے کنکریاں اٹھا کر منہ میں ڈالیں اسی طرح شکر بن گئیں حضور شیخ الاسلام کو اس دفعہ تسلی ہوئی کہ یہ اللہ کریم کی جانب سے غذا ملی ہے اور عرض کرنے پر حضرت خواجہ قطب رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا بہت اچھا کیا اس شکر کو کھایا انشاءاللہ ہمیشہ شکر کی مانند شیریں رہو گے۔

وجہ دوم تسمیہ شکر گنج

اخبار الاخیار صفحہ ۵۵ میں حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک سوداگر شکر کے گٹھے لیجا رہا تھا حضور شیخ الاسلام نے اس سے شکر طلب فرمائی سوداگر نے کہا یہ شکر نہیں بلکہ نمک ہے حضور شیخ الاسلام کی زبان مبارک سے نکلا نمک ہوگا جب سوداگر نے شکر کے بورے کھولے تو وہ تمام نمک سے پُر تھے فوراً حضور شیخ الاسلام کے سامنے حاضر ہوا اور قصور معاف کرایا اور دعا کی درخواست کی کہ پھر شکر ہو جاویں چنانچہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے دعا کی بدستور تمام بورے شکر کے ہو گئے خان خاناں محمد بیرم خان نے اس قصہ کو نظم میں ادا کیا ہے وہ یہ ہے:

کان ملک جہاں شکر شیخ بحر و بر　　آن کز نمک شکر کند و ز نمک شکر

وجہ سوم

تیسری وجہ تسمیہ شکر گنج کی وہ ہے جو اقتباس الانوار وغیرہ سے لکھی گئی ہے کہ حضور شیخ الاسلام کی والدہ ماجدہ ابتداء عمر میں نماز کا شوق دلانے کیواسطے مصلے کے نیچے شکر رکھدیا کرتی تھیں کسی روز گھر میں موجود نہیں تھیں حضور نے حسب عادت نماز مصلے پر ادا کر کے نیچے ہاتھ ڈالا تو شکر کو روزمرہ سے زیادہ موجود پایا خود بھی شکر کھائی اور اپنے ہم عمروں کو تقسیم کی۔

وجہ چہارم

چوتھی وجہ تذکرۃ العاشقین سے خزینۃ الاصفیا صفحہ ۲۹۲ میں نقل کی ہے کہ

کسی وقت حضور شیخ الاسلام اپنی عبادت گاہ سے نکلکر حضور خواجہ قطب رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں جا رہے تھے پائے مبارک میں نعلین چوبی تھیں برسات کا موسم تھا کیچڑ کے سبب حضور شیخ الاسلام کا پائے مبارک پھسل گیا اور گر پڑے کچھ مٹی دہن مبارک میں چلی گئی اور فوراً شکر بن گئی حضور شیخ الاسلام اٹھکر حضرت خواجہ قطب رضی اللہ عنہ کیخدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے فرمایا اے فریدالدین یہ مٹی تمہارے منہ میں اسواسطے شکر ہو گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپکو شکر گنج بنایا ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی لازم ہے مخلوق خدا کے ساتھ لطف و مہربانی سے بسر کریں۔

وجہ پنجم

پانچویں وجہ سیر الاقطاب سے یہ نقل کی ہے کہ جن دنوں حضور شیخ الاسلام کوہ صحرا کے اندر علیحدہ گوشہ میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے۔ کسی دن پیاس کے غلبہ ہوئے پر کنوے پر پہنچے وہاں ڈول رسی کو موجود نہ پایا حیران کھڑے تھے کہ دو ہرن جنگل سے آئے اور کنوے پر کھڑے ہوئے فوراً پانی نے جوش مارا اور کنارے تک آگیا دونوں ہرن پانی سے سیراب ہو کر چلے گئے حضور شیخ الاسلام نے جب ارادہ پانی پینے کا کیا تو پانی کنوے کے اندر چلا گیا حضور شیخ الاسلام عالم تحیر میں ہو گئے اور عرض کیا اے رب العزت ہرنوں کو تو پانی دیا اور مجھ بندہ کو محروم رکھا میں ان آہوان صحرائی سے بھی کمتر اور بے قدر ہوں۔ آواز آئی اے فریدالدین تیری نظر ڈول رسی پر تھی اور نظر ہرنوں کی میرے امر پر تھی اسواسطے مینے ان کو پانی دیا۔ حضور شیخ الاسلام نے اسی چادر میں چلہ معکوس نماز کا ارادہ کیا اور چالیس دن تک اپنے آپ کو پانی نہیں دیا چالیس روز بعد خاک مٹھی بھر پانی میں ڈالی تاکہ اس سے افطار کریں وہ

خاک شکر بن گئی غیرت الٰہی سے ڈر کر اس کو منہ سے باہر پھینکدیا آواز آئی اے فریدالدین تیرا چلہ قبول ہوا اور ہم نے تجھے اپنا برگزیدہ بنالیا اور آج سے تیرا نام گنج شکر رکھا گیا۔

بیان چلہ معکوس

حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے چلہ صلوٰۃ معکوس کی نسبت سیرالاولیا صفحہ ۶۸ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ نے حضور شیخ الاسلام سے فرمایا جاؤ چلہ معکوس کرو حضور شیخ الاسلام نے حضرت بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت خواجہ نے مجھے چلہ معکوس کا حکم دیا ہے بوجہ ہیبت حضرت خواجہ اس چلہ کی کیفیت دریافت نہ کرسکا آپ خود بتلائیں یا حضرت خواجہ سے دریافت کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چالیس دن یا چالیس رات اپنے پاؤں ڈوری میں باندھیں اور سرنگوں کنوے میں لٹک کر خدا تعالیٰ کی عبادت کریں حضور شیخ الاسلام نے یہ سنکر اس چلہ کا ارادہ کرلیا اور یہ خیال کیا کہ ایسی مقام پر ہو کہ لوگوں میں شہرت کی نوبت نہ پہنچے اور ایسی جگہ ہو کہ مسجد کے اندر کنواں ہو وہاں درخت بھی موجود ہو جسکی شاخیں کنوے کے اوپر ہوں اور اس مسجد میں موذن دیانت دار راز دار لایق صحبت بھی موجود ہو۔ ہانسی میں ایسی جگہ نہیں ملی تلاش کرتے کرتے قصبہ اچہ میں پہنچے وہاں نہایت دلکشا مسجد موجود پائی اس مسجد کو مسجد حاج کہتے تھے اس مسجد میں کنواں اور اسپر درخت بھی تھا موذن وہاں خواجہ رشیدالدین نام ساکن ہانسی حضور شیخ الاسلام کے خدام میں سے تہا۔

جب اس موذن خادم کو حضور شیخ الاسلام نے سچا اور وعدہ کا پورا اور امین
پایا اپنے ارادہ چلہ معکوس سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ عشاء کی نماز کے بعد جب تمام
نمازی چلے جاویں رسی لا چنانچہ وہ رسی لایا حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے
وضو سے فارغ ہو کر رسی کا ایک سرا پائے مبارک میں باندھا دوسرا سرا درخت
کی اس شاخ میں باندھا جو کنوئیں پر چھا رہی تھی اور موذن کو حکم دیا کہ صبح صادق کے
طلوع سے پہلے آجاوے یہ کہکر حضور شیخ الاسلام کنوئے کے اندر نماز معکوس
میں مصروف ہو گئے صبح کے قریب موذن آیا اور دیکھا حضور شیخ الاسلام
عبادت میں مصروف ہیں آخر عرض کیا کہ حضور کیا حکم ہے صبح روشن ہونیکے نزدیک
ہے فرمایا رسی کھینچ لے اس نے رسی کھینچ لی حضور شیخ الاسلام اوپر آ کر قبلہ رو سجدہ میں
بیٹھ گئے اسی طرح چالیس دن اس جگہ نماز معکوس کو پورا کیا تیسرے شخص کو خبر
نہیں ہونے دی ارشاد پیر مرشد برحق حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ
عنہ کی پوری تعمیل کی صاحب سیر الاولیا تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مسجد قصبہ اچہ میں ہنوز
موجود اور زیارت گاہ خلق اللہ ہے حضرت شیخ اجل مولانا شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ
علیہ نے اخبار الاخیار صفحہ ۵۵ میں بھی اس قصہ نماز معکوس حضور شیخ الاسلام کا
ذکر اسی کے قریب لکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ عنہ نے قول
جمیل صفحہ ۴۴ جہاں خاندان چشتیہ کے اذکار واشغال کا ذکر کیا ہے وہاں اس
صلوٰۃ معکوس کا ذکر بھی ان الفاظ میں کیا ہے۔ وللچشتیۃ صلوٰۃ تسمی
صلوٰۃ معکوس۔ لم نجد من السنۃ ولا من اقوال الفقہاء ما نشدھا بہ
یعنی خاندان چشتیہ میں صلوٰۃ معکوس پڑھتے ہیں کسی حدیث یا اقوال فقہا سے
ہمیں اس کا ثبوت نہیں ملا۔

اقول حالت عشق اور جاں بازی میں اولیاء کبار سے ریاضتیں اور مجاہدے

اس قسم کے منقول ہیں کہ اگرچہ ان کا منصوص ہونا اور بعینہ معمول ہونا معلوم نہیں ہے مگر یا تحت مطلق مجاہدہ کے داخل ہیں اور مجاہدہ مامور بہ ہے کما قال اللہ تعالےٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنی جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن پر اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔ حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کعبہ شریفہ میں اس طرح نماز پڑھنا منقول ہے کہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تمام قرآن شریف ختم کیا آدھا قرآن شریف داہنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اور آدھا قرآن شریف بائیں پاؤں پر کھڑے ہو کر تمام کیا۔ فتاوی شامی میں اس عمل امام الائمہ مقتدار امتہ کے متعلق یہی جواب دیا ہے کہ اس سے مقصود کمال عاجزی اور مجاہدہ تھا عبارت بلفظہ یہ ہے صفحہ ۳۰۷ جلد ا۔ وقد یقال للامام رضی اللہ عنہ مقصد حسن فی ذالک بنفی الکراھۃ عنہ کما قالوا یکرہ ان یصلی الرجل حاسرا عزراسہ لکن اذا قصد التذلل فلا کراھۃ ثم رائیت لبعض العلمأ اجاب بذالک فقال انما فعل مجاھدۃ لنفسہ ولیس یبعد ان یکون غرضہ مجاھدۃ النفس بذالک من لم یختل منہ خشوعہ مانعا للکراھۃ انتہی

ترجمہ) بعضوں نے کہا ہے کہ اسمیں امام صاحب کا ایک نیک مطلب تھا جو دور کرتا ہے اس کراہت کو جیسا کہ فقہا نے کہا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جب عاجزی مقصود ہو تو مکروہ نہیں پھر میں نے بعض عالم کو اسکا جواب دیتے ہوئے دیکھا کہ آپنے یہ فعل مجاہدہ نفس کی غرض سے کیا اور یہ بات بعید نہیں ہے کہ جو شخص ایسا عمل کرے جس سے اسکے خشوع میں فرق نہ آوے اور مقصود اوسکا مجاہدہ نفس ہو تو اوس سے کراہت اوٹھ جاتی ہے

سیر الاولیاء کے صفحہ ۰ ۷ میں ہے کہ حضرت شاہ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو بات مجھے معلوم ہوتی رہی ہے۔ کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اسپر عمل کیا ہے میں اسپر کاربند ہوتا رہا ہوں یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز معکوس ادا فرمائی ہیں نے یہ سنکر اپنا پاوں رسی میں باندہا اور اپنے آپ کو سرنگو کنوے میں ڈالا انتہی۔

صلوٰۃ معکوس محدثین کی نزدیک توثابت نہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر فرمایا مگر اولیاء اللہ کے نزدیک اسکی اصلیت موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

ملفوظات شریفی میں ہے مولٰنا محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ جامع ملفوظات نے حضرت شیخ المشائخ قطب الوقت شاہ محمد شریف نیاولی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے نماز معکوس کے چلہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی عبارت بلفظہ یہ ہے فقیر اجازت برائے نماز معکوس خواست از زبان گہربار فرمود کہ این نماز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع پیران خواجگان چشت اہل بہشت واغلب مشائخان کبار گذاردہ اند ودرین نماز حضوری بیشتر است وسر عظیم۔ انتہی

بعض اولیاء دیگر اقسام ریاضت کرتے رہے ہیں وہ بھی اسکے قریب ہے چنانچہ طبقات کبریٰ صفحہ ۴۴ جلد ا مصنفہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میں علیہ بن ابان الغلام رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اپنا حجرہ دن کو کبھی نہ کہولتے تھے وفات کے بعد کہولا گیا تو دیکھا کہ اسمیں ایک قبر کہدی ہوئی ہے اور لوہے کی بیڑی رکھی ہے یعنی وہ رات کو لوہے کی بیڑیاں پہنکر قبر میں داخل ہوتے تھے۔ غلام انکو اسواسطے کہتے تھے کہ کثرت عبادت کے سبب انکا چہرہ دہشت زدہ بچوں جیسا رہتا تھا۔ بغرض اکابر اولیاء اللہ سے سلف میں بھی ایسی جانبازی کے مجاہدات منقول ہیں کہ ظواہر نصوص میں انکا ماخذ نہیں ملتا مگر وہ مطلق مجاہدہ کے ماتحت داخل ہیں اور مجاہدہ ماموربہا ہے ہاں ہیت کذائیہ کا ثبوت احادیث سے نہیں ملتا اور اللہ خوب جانتا ہے۔

بیان علم و تبحر حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین رضی اللہ عنہ

سیر الاولیاء صفحہ ۷۰ میں حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک عالم جنکا نام ضیاء الدین تھا منارہ کے نیچے پڑھایا کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں حضور شیخ الاسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مجھے علم فقہ اور نحو میں اچھی یادداشت نہ تھی لہٰذا مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ حضور شیخ الاسلام اگر ان علوم کا مسئلہ مجھسے دریافت کیا جنکی لیاقت و استعداد مجھے نہیں تو کیسی مشکل پیش آئے گی جب میں حضور شیخ الاسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میری طرف متوجہ ہوئے مگر فقہ اور نحو کا مسئلہ نہیں پوچھا بلکہ فرمایا تنقیح مناط کسے کہتے ہیں میں خوش ہو گیا۔ کہ حضور شیخ الاسلام نے اسی فن میں مجھسے دریافت کیا جو آتا تھا چنانچہ میں نے اچھی طرح بیان کر دیا اور نفی و اثبات جو اسکے متعلق ہے اسکو واضح کر دیا۔

حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور مولانا بدر الدین اسحاق کو ایک بات میں شبہ ہوا ہم دونوں حضور شیخ الاسلام کیخدمت اقدس میں حاضر ہو کر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کیوں کھڑے ہو ہمنے عرض کیا کتاب شرعہ میں زرک لفظ ہے یا سرک ہے حضور شیخ الاسلام نے فرمایا زرک ہے اور نظیر دیکر بتایا کہ یوں آیا ہے۔ واستر سرک من زرک نگاہ رکھ اپنے بھید کو اپنے گریبان سے یعنی بھید کی حفاظت پوری کر۔

حضور شیخ الاسلام نے فرمایا فقیر صابر بہتر ہے امیر شاکر سے اسواسطے کہ امیر شاکر کے ساتھ تو مزید نعمت کا وعدہ ہے جیساکہ فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم میری نعمت کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمت دونگا اور صبر کرنے پر قرب

اور معیت کا وعدہ ہے جیسا کہ فرمایا ان اللہ مع الصابرین بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ہمراہ ہے اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے قاضی محی الدین کاشانی نے اس موقعہ پر حضرت محبوب الٰہی سے پوچھا وھو معکم اینما کنتم اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو یہ تو عام ہے اور ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے یہ خاص ہے فرق دونوں میں کیا ہے حضور شیخ الاسلام نے کیا اچھا جواب دیا کہ جو معیت عام ہے وہ صرف علم ورویت کی معیت ہے یعلم ویریٰ اللہ سب کو جانتا اور دیکھتا ہے اور خاص یعنی صابرین کو معیت مع العنایۃ خاص ہے۔ یحب ویرضیٰ یعنی اللہ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور رضامند ہے۔

نیز سیر الاولیاء میں ہے کہ حضور مخدوم نصیر الملۃ والدین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کسی شخص نے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ سے عرض کر کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نام سفارشی رقعہ لکھوایا حضور شیخ الاسلام نے ان الفاظ سے تحریر فرمایا۔ رفعت قصتہ الی اللہ ثم الیک فان اعطیتہ شیئاً فالمعطی ھو اللہ وانت المشکور وان لم تعطہ شیئاً فالمانع ھو اللہ وانت المعذور ترجمہ۔ میں نے اس شخص کا قصہ اللہ کیطرف اٹھایا ہے اسکے بعد تیری طرف اگر تو نے اسکو کچھ دیا دینے والا اللہ ہے۔ شکر تیرا بھی کیا جاویگا۔ اور اگر تو نے اس شخص کو کچھ نہ دیا تو روکنے والا اللہ ہے اور تو معذور ہے۔

سیر الاولیا صفحہ ۷۷ میں ہے کہ کسی شخص نے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کیخدمت اقدس میں حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسا کلمہ کہدیا تھا جو حضور کے مزاج معلی کے خلاف تھا حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین نے معلوم ہونے پر معذرت کا خط بھیجا اسمیں یہ فقرہ بھی تھا میان ما و شما عشقبازی است

حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے اسکے جواب میں یہ کلمات لکھے میان ما و شما عشق است بازی نیست۔

سیر الاولیاء صفحہ ۷۰ میں ہے جب حضرت خواجہ بدر الدین اسحاق رضی اللہ عنہ کہ اپنے وقت کے اعلم العلماء تھے بخاری کیطرف روانہ ہوئے راستہ میں اجودہن شریف پہنچکر حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ کیخدمت اقدس میں حاضر ہوتے حضور شیخ الاسلام کے کمالات علمی اور عملی دیکھکر حیران رہ گئے اور جو علمی مشکلات درپیش تھیں وہ حضور میں عرض کیں سب حل ہو گئیں بخارا جانے کا ارادہ ملتوی کیا اور بجان ودل سے حضور شیخ الاسلام کے غلام بن گئے اور حضوری کے ہو رہے۔

جو خلافت نامہ حضور شیخ السلام رضی اللہ عنہ نے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کو زبان عربی میں لکھکر رحمت فرمایا تھا۔ وہ بجنسہ سیر الاولیاء صفحہ ۱۱۷ میں موجود ہے ایک ایک کلمہ شریفہ سے اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور اقصیٰ مرتبہ کی فصاحت ظاہر ہوتی ہے۔ تمہید ابو الشکور سلمی رحمۃ اللہ علیہ علم کلام میں خاص کتاب ہے حضور شیخ الاسلام نے سبقاً سبقاً حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کو پڑھائی اور چھ باب عوارف المعارف کے پڑھائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین کتابیں حضور شیخ الاسلام سے پڑھیں ایک میں پڑھنے کے وقت میں خود قاری تھا اور دو میں سامع تھا (سیر الاولیاء صفحہ ۱۰۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضور شیخ الاسلام کے دربار فیض بار میں نہ صرف علوم باطنی کی تعلیم ہوتی تھی بلکہ خواص اصحاب کو علم کلام اور تصوف کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں راحت القلوب صفحہ ۲۵ میں حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے فضیلت علم کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

کے نزدیک علم تمام عبادات نماز و روزہ اور زکوۃ و حج سے افضل ہے پھر چشم پُرآب ہو کر زبان مبارک پر لائے کہ علوم میں وہ علم ہی ہے جسکو علما نہیں جانتے اور زہد میں وہ زہد ہی ہے جسکو زاہد نہیں پہچانتے کام ان دونوں سے بلند تر ہے اور آدمیوں کو چاہیے کہ دونوں چیزیں سیکھیں تاکہ عالم اور زاہد کہلاویں پھر فرمایا عالم با عمل وہ ہے کہ دونوں جہان سے دل الگ رکھے۔ اگر آدمی علم کی قدر جانیں تمام کاموں اور عبادتوں کو چھوڑ کر تحصیل علوم میں مصروف ہو جاویں۔ نیز راحت القلوب صفحہ ۵۵ میں ہے کہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مذہب امام اعظم برحق اور تمام مذاہب سے فاضل تر ہے اسی موقعہ پر حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرنے کے بعد فرمایا الحمد للہ وہ مذہب اوہم یعنی خدا کا شکر ہے کہ ہم امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب میں ہیں۔

اسرار الاولیا صفحہ ۹۰ کے اٹھارہویں فصل میں حضور شیخ الاسلام سے علماء کے مناقب نقل کئے ہیں چنانچہ فرمایا اے درویش حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے من احب العلم والعلماء لم یکتب خطیئۃ یعنی جس شخص نے علم اور علماء کو دوست رکھا اسکے گناہ نہیں لکھے جاتے (پھر فرماتے ہیں) یہ سچی محبت کی نشانی یہ ہے کہ علماء کی پیروی کرے۔ اور بیجا کاموں سے دور رہے جب ایسا ہو گا تو اسکے گناہ نہیں لکھے جاوینگے۔ اور نیز فرماتے ہیں علماء اور مشائخ کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی ہے اور فرمایا عالم فقیہ ان ہزار عابدوں سے بہتر ہے کہ جو تمام رات عبادت کرنے والے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں عالم کی ایک دن کی عبادت عابد کی چہل سالہ عبادت کی برابر ہے آخر میں فرماتے ہیں ہزار افسوس ہے اس شہر پر جہاں علماء اور مشائخ نہوں

بیان بعض کمالات حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین رضی اللہ عنہ

حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے کمالات کا بیان کسی انسان کی زبان قلم سے ادا ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ سوائے عالم الغیب کے اور کس کو ایسے قطب اعظم غوث افخم کے کمالات کا علم ہوسکتا ہے نمونہ کے طور پر یکے از ہزار و اندکے از بسیار تبرکاً چند حالات معتبر کتابوں سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اسرار الاولیاء صفحہ ۴۴ مصنفہ حضرت خواجہ بدر الدین اسحاق رضی اللہ عنہ میں ہے۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ دوشنبہ کے دن ماہ شعبان کی اٹھارہ تاریخ ۶۳۳ھ میں حاضری خدمت اقدس کا اتفاق ہوا حضور شیخ الاسلام نے حضور خواجہ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ کا ذکر فرمایا کہ اپنے وقت کی کاملہ تھیں ہر شب عبادت کے واسطے جنگل میں تشریف لیجایا کرتی تھیں آخر شب میں غیب سے فرشتہ شراب عشق اور اسرار کا پیالہ لاکر پلایا کرتا تھا عبادت اور اسرار عشق کے پیالہ سے فارغ ہوکر آجایا کرتی تھیں کسی دن خواجہ منصور بھی ہمراہ ہولئے جب انکی ہمشیرہ پیالہ عشق و اسرار کا پینے لگیں یہ سامنے ہوگئے اور بے انتہا اصرار کیا کہ مجھے بھی دو چنانچہ ایک گھونٹ دیدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خواجہ منصور علیہ الرحمتہ نے نعرہ انا الحق زبان پر لانا شروع کیا یہ قصہ خواجہ منصور علیہ الرحمتہ کا بیان کرکے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے اپنا حال بتلایا کہ آج بیس سال کے قریب گذرے ہونگے کہ ہر ایک رات اسرار دوست کا پیالہ پینا میرا وظیفہ ہے کہ ہمیشہ پیتا ہوں اور میرا حال متغیر نہیں ہوتا بلکہ فریاد کرتا ہوں کہ اور لاؤ۔ یہ فرماکر حضور شیخ الاسلام روتے روتے بیہوش ہوگئے پھر ہوش میں آنے پر فرمانے لگے اے درویش اس راستہ میں وہ وہ جواں مرد ہیں کہ اسرار دوست کے ہزار ہا دریا ایک دم میں پی جاتے ہیں

اور ذرہ کے برابر ان پر اثر تغیر ظاہر نہیں ہوتا انتہی بقدر الضرورۃ) اقتباس الانوار
صفحہ ۱۰۴ میں ہے کہ حضرت قدرۃ الاولیاء شاہ محمد غوث گوالیری رحمۃ اللہ علیہ
اپنی بعض مکاشفات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رات میں خاص حالت میں تہا آواز آئی کہ
حضوری کا وقت آگیا دیکھتا ہوں کہ دربار عظیم الشان ظاہر ہوا ہے اور اس دربار میں
تخت مرصع نہایت اونچا رکھا ہوا ہے اس تخت کے سامنے ایک صورت جمال
کی اور ایک صورت جلال کی متجلی ہے اور ایک باوقار بزرگ تخت پر رونق افروز
ہیں اور وہ اس مقام کے محافظ ہیں تمام خلقت دریا میں ہے مگر اس تخت تک
کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مگر چند صاحب لنصف راہ پہنچے تھے میں سبقت کر کے اس
تخت کے پاس پہنچ گیا جب میں تخت کے پاس پہنچا محافظ مقام نے جو وہاں رونق
افروز تھے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور مجھے پیراہن عطا فرمایا اور انوار کا طبق
میرے سر پر پھیر اپنے اور زیادہ طلب کرنا چاہا فرمایا تیرا حصہ اسقدر تھا۔ پھر
میں نے عرض کیا حضور کا نام نامی کیا ہے فرمایا مجھے فریدالدین شکر گنج کہتے
ہیں۔ میں نے قدموں پر سر رکھا اور دریافت کیا حضور یہ کیا جگہ ہے فرمایا یہ
دریا ہستی ہے اور یہ تخت رب العالمین ہے اور جلال اور جمال کی یہ دو شانیں
ہیں جو نبی اور ولی اس مقام پر پہنچتا ہے اس نعمت سے بہرہ افروز ہوتا ہے پھر
میں نے عرض کیا حضور اکیلے ہی اس مقام کے محافظ ہیں فرمایا چار اشخاص اس
مقام کے محافظ ہیں۔ اول خواجہ بایزید بسطامی دوم خواجہ جنید بغدادی سوم
خواجہ ذوالنون مصری۔ چہارم یہ درویش یعنی خواجہ فریدالدین گنجشکر رضی اللہ عنہم
ہم چہار کس نوبت بہ نوبت اس مقام کی محافظت پر مامور ہیں۔ جسکی نوبت میں کوئی
عزیز اس مقام پر پہنچتا ہے اسکو جو اسوقت محافظ ہے اپنا کپڑا عطا فرماتا ہے اور
فیض پہنچاتا ہے۔ قیامت تک اسی طرح ہوگا پھر حیرت زدہ ہو کر میں نے عرض کیا

کہ حضور آپ چاروں کی پیدائش امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں پھر آپ سے پہلے کس طرح اس مقام کی حفاظت ہوتی ہوگی فرمایا ہماری حقیقت کا تعلق اس مقام سے ہے ظہور ہمارا اور لباس ظاہری بدن عنصری اسکا وقت ہو ظاہری جسم اور پیدائش سے تعلق نہیں انتہی۔

حضرت عارف باللہ مولانا محمد اکرم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو میں شغل کیمیا معرفت میں مشغول تھا جب ایک پہر رات باقی رہی ایک شخص امرد کی صورت میں جسکی دونوں آنکھیں شمع کی مانند روشن تھیں میرے پاس آگئے میں نے دریافت کیا آپ کون ہیں فرمایا ہم باب اسرار کے امین ہیں ہم اسواسطے آئے ہیں کہ تمہیں عالم اسرار کی سیر کرائیں۔ یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑا اور ہوا میں ہو گئے ہم دونوں پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے عرش پر پہنچے اور بحر اسرار کے نزدیک ہوئے وہاں نور کے سو طاؤس ظاہر ہوئے اور نوبت بہ نوبت اس فقیر کو سوار کر کے اڑتے رہے امین اسرار وہیں رہے جب ہم وسط بحر اسرار میں پہنچے ایسا مقام پیش آیا کہ وہاں سے عبور کرنا طاقت بشر سے خارج تھا بہت سالک... وہاں پہنچکر کھڑے تھے اس مقام کا نام محک العشاق ہے اسی اثنا میں ایک سیمرغ کہ نصف اس کا نور اور نصف آگ تھا ظاہر ہوا اور فقیر کو سوار کر کے فضاء ہویت تک لے گیا وہاں تین دریا سامنے آئے بعض سالک جنمیں کچھ فقیر سے واقف تھے اور بعض ناواقف تھے اس کنارے پر موجود تھے اس فقیر کو تینوں دریا کا عبور کرایا گیا یہ فقیر آخر میں دہشتناک اور بیقرار ہوا دریا ہی میں سے آواز آئی ڈر نہیں۔ میرا نام لیتا ہوا چلا آ فقیر نے عرض کیا حضور کا نام مبارک کیا ہے فرمایا میرا نام فرید الدین ہے۔ بس یہ فقیر فرید فرید کہتا ہوا دریا میں گھسا وہاں ایک جہان دیکھا کہ عرش سے فرش تک اسکے مقابلہ میں رائی کے

دانہ کے برابر ہے اس جہاز پر تخت نور سے روشن نظر آیا اس تخت پر نورانی شخص رونق افروز تھے اور انکے چہار طرف چار صورتیں ایستادہ نظر آئی تھیں جب فقیر اس تخت کے نزدیک پہنچا ان صاحب نے جو تخت پر رونق افروز تھے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور کمال نوازش فرمائی اور فرمایا میرے داہنی جانب شکل ولایت عروجی اولیا کی ہے اور بائیں جانب شکل ولایت نزولی انکی ہے اور شکل واپسیں صورت انبیاء کی ہے۔ اور شکل پیشین کمالات نبوت کی صورت ہے میں جسکو قطب مدار کا درجہ دینا چاہتا ہوں داہنی جانب کا فیض پہنچاتا ہوں اور جسکو فردانیت کا رتبہ دینا چاہتا ہوں بائیں جانب کی شکل کا فیض دیتا ہوں اور جسکو کمال قطبیت حقیقت اور محبوبیت دینا چاہتا ہوں اپنی واپسیں شکل سے آشنا کرتا ہوں اور جس کو مراتب کمالات محبوبیت اور فردیت اور غوثیت سے مشرف کرنا چاہتا ہوں اپنی شکل پیشین سے سرفراز کرتا ہوں۔

اسکے بعد نور کی دو چادریں مجھے پہنائیں ایک پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا اور دوسری پر توراۃ و انجیل و زبور مرقوم تھی ۔اور فرمایا یہ دونوں ردا کبریائی ذاتی کی ہیں جس پر قرآن شریف مرقوم ہے وہ نسبت ولایت محمدی ہے اور جسپر دوسری آسمانی کتابیں مرقوم ہیں وہ نسبت دیگر انبیاء کی ہے میں نے دونوں ولایت تجھے عطا کیں اور اپنی صورت پیشین سے بھی تجھکو بہرہ مند کیا۔ اسکے بعد فقیر نے عرض کیا حضور کا نام نامی کیا ہے فرمایا میرا نام فرید الدین گنج شکر ہے اور یہ دریا لاتعین ہے جسکو یہ مقام مشہود ہوتا ہے۔ میرے تعین اور حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے تعین سے مشہود ہوتا ہے تیرا واسطہ میرے سے تھا میری نوبت کی وقت تجھے اس مقام سے سرفراز ہونے کا موقعہ ملا تھا۔

اقتباس الانوار صفحہ ۱۶۹۔ کتاب چشتیہ بہشتیہ قلمی مصنفہ مولانا بدرالدین
رحمتہ اللہ علیہ میں ایک بزرگ سے اسی قصہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کو اس
طرح لکھا ہے کہ ایک صالح شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک دریا عظیم ہے اس
دریا عظیم میں تخت رکھا ہوا ہے۔ اور اس تخت کے پائے چار بزرگوں نے
سنبھال رکھے ہیں دریا کے کنارے پر چوبدار لباس فاخرہ پہنے ہوئے کھڑے
ہیں ان صالح بزرگ نے ایک چوبدار سے پوچھا یہ دریا کیا ہے اور کس کا تخت
ہے اور اٹھانے والے تخت کے کون ہیں۔ جواب ملا یہ توحید کا دریا ہے اور
رب العالمین کا تخت ہے اٹھانے والے چار اولیاء اللہ ہیں جنمیں ایک فریدالدین
گنج شکر ہیں اور ہم فرشتہ ہیں۔ اسرار الاولیاء صفحہ ۴۴ ایسا ہے کہ جب حضور
شیخ الاسلام فریدالملتہ والدین رضی اللہ عنہ کے سامنے ملتان سے یہ خبر پہنچی کہ حضرت
خواجہ بہاء الحق والدین ۔۔۔۔ رضی اللہ عنہ نے موافق الہام ربانی مسلمانوں کو یہ
اعلان دیا ہے اور خانقاہ سے باہر تشریف لاکر سوار ہوکر سب سے فرماتے ہیں کہ
آج جو مجھے دیکھے گا میں ضامن ہوتا ہوں وہ قیامت کے دن دوزخ میں
نہیں جاویگا۔۔۔ (یہ ان کا فرمانا الہام ربانی سے تہا۔ حضور شیخ الاسلام نے
یہ سنکر فرمایا کہ یہ دعا گو خدا پاک کی قسم کہا کر کہتا ہے کہ جس مسلمان نے دنیا میں میرا
ہاتھ پکڑا ہے یا مصافحہ کیا ہے یا میرے فرزندان کا ہاتھ پکڑا ہے یا میرے
مریدوں کا ہاتھ پکڑا ہے یا وہ میرے خاندان میں سے ہے دوزخ کی آگ اسپر
حرام ہے اسکو دوزخ میں نہیں لیجاویں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) اسواسطے کہ میرے
پیر حضرت قطب الحق والدین رضی اللہ عنہ نے ایک وقت یہ فرمایا اے فرید حق
تعالیٰ نے تجھے وہ درجہ دیا ہے کہ جو کوئی تیرا ہاتھ پکڑیگا یا تیرے مریدوں کا ہاتھ
پکڑے گا۔ یا تیرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) دوزخ میں

نہیں جاویگا اسکی جگہ بہشت میں ہوگی اس روز سے ہزار دفعہ ہر روز مجھے غیب سے یہ ندا ہوتی ہے فرمایا جو دینی نیک بخت بندہ ہے حضرت خواجہ بدرالدین اسحاق جامع ملفوظات رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام یہ فرماکر عالم تحیر میں ہو گئے اور سات روز تک عالم تحیر میں بیخبر تھے اس عرصہ کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی جب عالم صحو میں آئے تب عبادت میں مشغول ہوئے۔

بیان بعض کرامات وخوارق عادات حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ

سیر الاولیار صفحہ ۰۷ میں حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک وقت میں نے حضور شیخ الاسلام فریدالملتہ والدین کی حضور میں عرض کیا کہ حضور کچھ عرض کرتا ہے اگر درجہ اجابت کو پہنچے فرمایا کیا ہے عرض کیا حضور کے محاسن شریف سے ایک تار جدا ہوا ہے اگر حضور اجازت دیں تعویذ بناکر اپنے پاس رکھوں فرمایا اچھا میں نے وہ تار لے لیا اور کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس شہر میں لے آیا مولانا سید محمد مبارک مصنف سیر الاولیار لکھتے ہیں کہ یہ قصہ بیان کرتے وقت حضرت محبوب الٰہی چشم پرآب ہو گئے اور فرمانے لگے کسقدر تاثیریں میں نے اس موئے مبارک میں دیکھیں جس دردمند اور بیمار کو وہ تعویذ دیتا تھا وہ تکلیف اور بیماری دور ہو جاتی تھی ایک میرے دوست تاج الدین مینائی کا بچہ بیمار ہو گیا انہوں نے آکر میرے سے یہی تعویذ مانگا میں نے جس جگہ رکھا تھا۔ ہر چند تلاش کیا نہیں ملا انجام کار وہ بچہ مر گیا اسکے مرنے کے بعد اسی طاق سے ملگیا جہاں رکھا تھا یعنی چونکہ اس دوست کے بچہ کے مرنے کا وقت آچکا تھا وہ تعویذ نہیں ملا غائب ہو گیا تھا۔

اقول۔ سبحان اللہ کیا عظیم الشان یہ کرامت حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ

کے ہوئے مبارک کی ہے کہ وہ بچہ مرنے والا تہا موے مبارک نظر نہیں آیا اور بچہ کے مرنیکے بعد اسی طاق میں رکہا ہوا دکہائی دیا۔

سیر الاولیار صفحہ ۵۰ میں ہے حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دہلی سے بہ نیت توبہ پاک پٹن شریف کی طرف حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر توبہ کرنے کی نیت سے روانہ ہوا راستہ میں ایک عورت مطربہ ہمراہ ہوگئی ایک منزل میں ایسی صورت پیش آئی کہ ایک سواری میں دونوں کو بیٹھنے کا اتفاق ہوگیا مطربہ اسکے نزدیک ہوئی کچھ حجاب درمیان میں نہ رہا ہر چند وہ شخص بچتا رہا مگر بتقاضائے بشریت دل میں مطربہ کیطرف رغبت پیدا ہوئی کچھ بات کہی یا ہاتھ بڑہایا تہا کہ ایک صاحب بزرگ ظاہر ہوئے اور اسکے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا فلاں بزرگ کے پاس توبہ کی نیت سے جا رہا ہے پہر یہ کیا خیال ہے وہ شخص فوراً متنبہ ہوگیا اور جب خدمت اقدس حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوا تو اول حضور ممدوح نے بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس روز تجھے بچایا۔

نیز حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے ایک مرید کا نام محمد شاہ غوری تہا۔ صحیح الاعتقاد شخص تہا ایک دن بہت پریشانی اور اضطراب کیحالت میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کیا حال ہے عرض کیا میرا بھائی بیمار تہا اسوقت جاں بلب ہے اور شاید اس کا کام تمام ہو چکا ہو اسواسطے میں بیقرار ہوں حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو حال تیری بیقراری اور اضطراب کا اسوقت ہے میں تمام عمر ایسی حالت میں ہوں لیکن کسی سے نہیں کہتا اور جا تیرا بھائی اچھا ہے چنانچہ محمد شاہ غوری حضور سے یہ سنکر گھر آیا تو اپنے بھائی کو تندرست پایا کہ بیٹھا ہوا کہانا کہا رہا ہے۔

مصنف سیرالاولیا صفحہ ۱۰۰ حضرت مولانا محمد مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ احمد شیبانی حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے تھے فرماتے تھے کہ میرا یہ کام تہا کہ حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ کے واسطے وضو اور غسل کے پانی کا انتظام رکھتا تہا ایک دن میری کمر میں درد ہونے لگا اور خدمت مذکورہ کیواسطے پکار ہوئی میں نے کہا میری کمر میں درد ہو رہا ہے پانی کی مشک نہیں لاسکتا حضور شیخ الاسلام نے حکم دیا احمد شیبانی کو میرے سامنے لاؤ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوا پاس بلاکر فرمایا اپنی پشت ٹیڑہی کرو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا حضور شیخ الاسلام نے دست مبارک اپنا میری پشت پر پھیرا اور فرمایا جا پانی لا اسوقت سے کہ عالم جوانی تہا۔ ابتک کہ سو برس کی عمر میری ہو گئی ہے کبھی میری پیٹھ میں درد نہیں ہوا اور میں برابر پانی کی مشکیں بافراط لاتا رہا ہوں۔ مولانا محمد مبارک فرماتے ہیں کہ خواجہ احمد سنبانی سلطان تغلق کے زمانے میں اجودھن سے غیاث پور میں حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کیخدمت میں آئے تھے بوڑھے تھے۔ سو برس کے قریب کی عمر تھی قد بدستور سیدہا تھا کچھ انحنا پیدا نہیں ہوا تھا

اقول۔ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی کرامات لاتعد ولاتحصی ہیں صدہا کتابیں حضور ممدوح کے کمالات اور کرامات کے ذکر سے لبریز ہیں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حضور شیخ الاسلام کے خلفا ہیں جنکی تعداد بہت زیادہ ہے یہانتک بعض کتابوں میں ستر ہزار تک لکھے ہیں دو خلیفہ ایسے کامل مکمل گذرے ہیں کہ قیامت تک آفتاب اور ماہتاب کیطرح ان کا نام نامی تمام عالم میں روشن اور مشرق سے مغرب تک ان کا فیضان برتو افگن رہیگا ایک انمیں حضرت مخدوم العالمین سیدنا وسید سادا تنا سید مخدوم علاءالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ ہیں دوم سیدنا

و شیخ مشائخنا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ
عنہ ہیں ان دونوں خلیفہ کا وجود با وجودکہ افراد امت سے گذرے ہیں حضور
شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی ایسی کرامت ہے کہ ہزارہا کرامتوں سے بڑھی ہوئی ہے
اقتباس الانوار صفحہ ۱۶۰ میں لکھا ہے کہ تمام مشائخ وقت مثل حضرت شیخ الاسلام
ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی وغیرہما رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ کے کمال عشق اور نہایت عرفاں
اور محبوبیت اور وجدان پر متفق تھے جسقدر ریاضات و مجاہدات حضور شیخ الاسلام
سے منقول ہوئے وہ امتہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں بہت کم کسی اور ولی
سے نقل کئے گئے ہیں کشف وکرامت اور وجد وحال اور ہمت وشجاعت میں
عدیم المثال تھے اور تربیت مریداں میں تو وہ ملکہ حاصل تھا کہ اندک توجہ میں ساکنان ناسوت
کو مقام لاہوت میں پہچاتے تھے ایسا علم سلوک اپنے خلفاء نامدار کو پڑھا گئے
ہیں اور اپنے خدام والامقام کو وہ طریقت سکھا گئے ہیں کہ جو طالبین نام خدا اور
عاشقین راہ مولیٰ حضور شیخ الاسلام کے سلاسل عالیہ میں سے صدق دل کے
ساتھ کسی سلسلہ میں خواہ صابریہ میں یا نظامیہ میں داخل ہوتے ہیں اور مرشد وقت
کے بتلائے پر سچائی سے عمل کرتے ہیں وہ علیٰ قدر استعداد ساحل مقصود اصلی
تک پہنچنے سے محروم نہیں رہتے عاشقان خواجگان چشت را از قدم تا سر نشان
دیگر ہست کے مصداق واقعی حضور ہی کے سلسلہ عالیہ کے نام لیوا ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کی وفات کا بیان

جواہر فریدی وغیرہ میں مرقوم ہے کہ ۶۶۴ھ ہجری میں حضور شیخ الاسلام

فرید الملتہ والدین رضی اللہ عنہ پانچویں تاریخ محرم الحرام میں بیمار تھے عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد استغراق غالب ہوگیا ہوش آنے پر حاضرین سے پوچھا میں نے نماز عشاء ادا کی ہے یا نہیں تمام نے عرض کیا حضور آپنے نماز عشاء ادا کرلی ہے حضور شیخ الاسلام نے یہ سنکر فرمایا پھر پڑھ لوں دیکھئے آیندہ کیا ہو نماز میسر آوے یا نہیں چنانچہ دوسری دفعہ نماز عشاء ادا کی پھر استغراق غالب ہوگیا لیکن جب کچھ افاقہ ہوا تو پھی پوچھا میں نے نماز عشاء ادا کرلی ہے یا نہیں جملہ حاضرین نے عرض کیا حضور نے دو دفعہ نماز عشاء پڑھ لی ہے اسوقت حضور شیخ الاسلام کی زبان مبارک پر یہ بھی آیا کہ مولانا نظام الدین دہلی میں ہیں یہاں موجود نہیں ہیں اسی طرح میں بھی وقت وفات اپنے خواجہ کے موجود نہیں تہا مولانا بدر الدین اسحاق کو طلب فرمایا اور آہستہ کان میں کہا کہ میری وفات کے بعد جو لباس مجھے حضرت پیر دستگیر قطب الملتہ والدین رضی اللہ عنہ سے ملا ہے وہ نظام الدین کو پہنچا دین یہ کہکر پہر وضو کے واسطے پانی منگوایا وضو فرما کر تیسری دفعہ نماز ادا کی بعد اتمام نماز کے اور نوافل کے سجدہ میں سر رکہا اور یا حی یا قیوم کہتے ہوئے جنت کو سدہارے اسوقت تمام حاضرین نے یہ آواز غیب سے سنی۔ دوست بدوست پیوست یعنی دوست اپنے دوست سے جا ملا۔ اقول یہ جملہ مطابق ہے اس روایت متواتر کے جو حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز خواجہ معین الملتہ والدین رضی اللہ عنہ کی نسبت منقول ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی پیشانی مبارک پر وفات کے وقت خط سبز سے یہ لکہا ہوا ظاہر ہوگیا تھا حبیب اللہ مَاتَ فی حب اللہ یعنی اللہ کے پیارے نے اللہ کی محبت میں وفات پائی۔

جواہر فریدی صفحہ ۲۹۸ میں بحوالہ سیر الاولیاء و اسرار السالکین وغیرہ نقل کیا ہے کہ حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین کی وفات کے بعد تمام خلفاء موجودین

اور صاحبزادگان نے غسل دیا اور سب نے یہ ارادہ کیا کہ شہر کے باہر اس جگہ
دفن کریں جہاں شہیدوں کے مزارات ہیں اور حضور شیخ الاسلام بھی جب اول
تشریف لائے وہیں ٹھیر گئے تھے اس عرصہ میں خواجہ نظام الدین حضور شیخ الاسلام
کے صاحبزادہ قصبہ بیادلی سے پہونچ گئے حضور ممدوح نے انکو خواب میں یاد
فرمایا تھا بیدار ہوتے ہی روانہ ہو گئے مگر جب پاک پٹن پہونچے دروازہ شہر پناہ کا بند
تھا رات بھر شہر کے باہر رہے اور حضور شیخ الاسلام نے وقت رحلت فرمایا تھا
کہ میرا پسر نظام الدین آیا مگر افسوس ملاقات نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کا
مشورہ بہتر ہوگا جب صبح ہوئی اور وہ دروازہ شہر میں داخل ہونے لگے دیکھا جنازہ
حضور شیخ الاسلام کا تیار ہے پوچھا کہاں دفن کروگے جواب ملا شہر کے باہر
شہدا کے پاس دفن کریں گے کہ وہ بہتر جگہ ہے۔ صاحبزادہ خواجہ نظام الدین
نے کہا اگر ایسا کروگے تو کئی باتوں کے خلاف ہوگا۔ اول یہ کہ یہ تمام برکت حضور
شیخ الاسلام ہی کے وجود باجود سے اس شہر میں ہے۔ بیرون شہر مزار ہوگا تو
اس برکت سے محروم ہو جاوینگے۔ دوم جو اولیا بسلسلہ زیارت مزار مقدس کو
آیا کریں گے وہ باہر ہی آویں جاویں گے انکے فیوض سے بھی یہ شہر محروم رہیگا۔
سوم حضور شیخ الاسلام کی اولاد کا قبضہ شہر میں نہیں رہیگا چوتھے تمام خلفا بھی
اسوقت موجود نہیں علی الخصوص اکمل الخلفا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلی میں
ہیں مناسب یہ ہے کہ انکے آنے تک نعش مبارک کو امانت کے طور پر رکھیں اور
حجرہ شریفہ حضور شیخ الاسلام میں جائے مدفن بنائی جاوے چنانچہ ایسا ہی کیا چند روز میں
حضرت محبوب الٰہی بھی حسب الہام غیبی دہلی سے پہنچ گئے اس عرصہ میں جب روضہ
شریفہ کی بنیاد رکھتے تھے کچھ نہ کچھ روک پیدا ہو جاتی تھی انجام کار جب حضرت
محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ پہنچے تو آپ کو الہام ہوا کہ پاک اینٹوں سے روضہ تعمیر کرو

اینٹوں پر کلام اللہ تمام کر کے عمارت میں لگا ؤ ہزار ہا حافظ جمع ہو گئے اور اس طرح قرآن شریف پڑھکر اینٹوں پر دم کیا اور روضہ شریف حضور شیخ الاسلام کا تعمیر کرایا جب روضہ شریف تیار ہو گیا تمام صاحبزادوں نے اور خلفاء نے اور حضرت محبوب الٰہی نے جسم مقدس حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کا جو امانتاً رکھا ہوا تھا قبر شریف سے نکالکر طرح طرح کی خوشبوؤں سے معطر کیا اس موقعہ پر روح مقدس حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلام علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اور ارواح مقدس انبیاء علیہم السلام وارواح صحابہ وائمہ وارواح پیران عظام اولیاء موجودین پر ظاہر ہوئیں اور حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے جسم مطہر کو اس روضہ شریف میں دفن کیا۔

بیان بہشتی دروازہ

حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے معہ دیگر خلفاء وصاحبزادگان کے روضہ شریفہ حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کا تیار کراتے وقت ایک جالی مشرق کی جانب رکھی اور ایک شمال کی طرف بنائی اور دروازہ جنوب کیطرف رکھا اسی حال میں کہ تمام حضور شیخ الاسلام کی دفن کرنے میں مصروف تھے۔ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا مشرق کی جانب جو جالی بنائی ہے اسے گرادو کہ اس طرف سے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس اور ارواح مقدسہ دیگر انبیاء علیہم السلام اور ارواح اصحاب اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لیجاوینگی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حضور سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء اجمعین کی روح مقدس معہ ارواح مقدسہ دیگر انبیاء اس طرف سے عبور فرماکر روضہ شریف کے متصل اسجگہ جلوہ افروز ہوئیں جس جگہ کا نام قدم رسول ہے اور وہاں چھوٹا حجرہ بنا دیا ہے اور اس شرقی جالی کی اینٹیں

جو کچھ تھیں حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی لحد شریف میں لگا دی گئیں اس دروازہ کا نام نوری دروازہ ہے جنوب کی جانب جہاں دروازہ رکھا تھا اور حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کا جنازہ روضہ شریف کے اندر لے گئے تھے اسوقت حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس معہ ارواح دیگر انبیا علیہم السلام وارواح اولیا رضی اللہ عنہم ہمراہ تھیں پس اس دروازہ کی نسبت حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا کہ منادی کردو کہ یہ بہشتی دروازہ ہے جو کوئی ایمان اور اخلاص کے ساتھ اس دروازہ میں سے نکلیگا وہ بہشت کا مستحق ہو جاویگا چنانچہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے منادی فرمادی اور قیامت تک اس جنوبی دروازہ کا نام بہشتی دروازہ مشہور نزدیک و دور ہو گیا۔

ہر سال لکھو کہا اہل اسلام کمال اخلاص و نہایت ارادت کے ساتھ پاک پٹن شریف کے عرس میں حاضر ہو کر اس بہشتی دروازہ سے نکلتے ہیں اور حسب حوصلہ وحصہ خود فیض پاتے ہیں۔

زمانہ فیض نشانہ حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے کہ ۷۲۵ھ ہجری میں انکی وفات ہوئی ابتک کہ ۱۳۳۴ھ ہجری ہے تمام مشائخ چشتیہ صابریہ و نظامیہ خصوصاً و نیز دیگر بزرگان سلاسل عالیہ قادریہ و سہروردیہ وغیرہا عموماً جو ہر سال عرس شریف حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوتے ہیں نہایت عقیدت اور غایت آرزومندی سے اس دروازہ بہشتی سے گذرتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

الحمد للہ یہ عاجز راقم الحروف بھی اس سلسلہ عالیہ کا نام لیوا ہے اس دولت سے مشرف ہوا ہے گذرتے وقت یقیناً ایسا سرور باطنی حاصل ہوا کہ زبان قلم اسکے اظہار سے عاجز ہے بلاشبہ وقت مرور حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فیض نے دل عقیدت منزل کو لبریز فرمادیا اوراس دروازہ کا اسم بامسمّیٰ ہونا تصدیق کرادیا۔ کتاب چشتیہ بہشتیہ میں لکھا ہے کہ زمانہ سجادگی حضرت دیوان شیخ ابراہیم کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ میں موقعہ عرس شریف پر ایک عالم نے دیوان صاحب سے کہا کہ بہشتی دروازہ نام رکھنا شریعت کے خلاف ہے حضرت دیوان صاحب نے بلاکر آہستہ فرمایا ابھی آپ ٹھیریں بہشتی دروازہ کھلنے پر جواب ملجاوے گا۔

چنانچہ اس موقعہ پر دیوان صاحب نے اپنی چادر شریف ان عالم کے سر پر ڈالدی اسکی برکت اور دیوان صاحب کے کرامت سے عالم مثال مکشوف ہوگیا دیکھا کہ دروازہ میں داخل ہوتے وقت اکثر داخل ہونے والے حیوانات خبیثہ کی شکلوں میں نظر آتے ہیں مگر جب مشرقی دروازہ سے باہر نکلتے ہیں تو انسان دکھلائی دیتے ہیں یہ دیکھکر وہ عالم اپنے خیال سے تائب ہوئے اور حضرت دیوان صاحب کی دولت بیعت سے مشرف ہوگیے۔

بیان سجادگان حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ

حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ طریقت میں جیسی برکت ہوئی کہ مشرق و مغرب میں پھیلا اور لکھوکھا اہل اسلام کو درجہ عرفان اور قرب حضرت سبحان تک پہونچایا ایسے ہی حضور کے سلسلہ نسبی میں برکت ہوئی کہ حضور کے پانچ صاحبزادہ ہوئے پانچوں ولی کامل اور عارف واصل تھے پھر آیندہ انکی اولاد اور اولاد کی اولاد کثرت سے ہوئی جنمیں صدہا علما اور ہزارہا اولیا ہوتے گئے اور جابجا شہروں میں مخلوق کو ہدایت کے راستہ پر لاتے رہے اور حضور کے سلسلہ عالیہ کو پھیلایا مگر حضور شیخ الاسلام کی اولاد میں سے سجادگی کا

منصب حضرت خواجہ بدالدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہی کو عطا ہوا اور آیندہ نسلاً بعد نسل انہیں کی اولاد واحفاد میں سجادگی رہی حضرت خواجہ بدالدین حضور شیخ الاسلام کے فرزند دوم تھے سلیمان آپ کا لقب تھا اپنے والد ماجد حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ سے خلافت پانے کے علاوہ آپ نے خواجہ عوز اور خواجہ زور رحمۃ اللہ علیہما سے بھی خلافت حاصل کی تھی یہ دونوں بزرگ چشت سے تشریف لائے تھے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے تبرکاً حضرت خواجہ بدرالدین اور بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ شہاب الدین دونوں کو ان سے بیعت کرایا تھا۔ اور کلاہ ارادت دلوائی تھی پانچ سال تک آپ نے حق سجادگی ادا کیا اور چہارم شعبان ۶۶۹ھ چھ سو انتہر ہجری میں وفات پائی۔ انکے بعد انکے بڑے صاحبزادہ حضرت مخدوم علاؤالدین الملقب بہ موج دریا سجادہ نشین ہوئے ایسے مرتاض اور عابد تھے کہ حضرت کو فرید ثانی کہتے تھے چنانچہ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے انکی تعریف میں قصیدہ لکھا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے شعر

علاء دنیا و دیں شیخ شہزادہ عصر　　　که شد بر تبہ قائمقام شاہ فرید

یہ قصہ ان کا مشہور ہے کہ ایک دن حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ وضو کرنے کو تیار ہوئے دستار مبارک مصلی پر رکھدی ان حضرت نے پیچھے سے آکر وہ دستار شریف اپنے سر پر رکھ لی خادم نے روکا اور کہا صاحبزادہ بے ادبی نکرو حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے پس پشت دیکھکر تبسم کیا اور فرمایا منع نکرو یہ اسکے لایق ہے اور یہ دستار اسکی اولاد کو پہنچے گی اور سیر کی نعمت انہیں سرایت کرے گی حضور شیخ الاسلام نے اپنی کرامت سے جو خبر دی تھی وہ اس طرح ہوئی کہ آیندہ کو سجادگی حضرت موج دریا کی اولاد میں رہی دستار شریف کے مستحق وہی ہوئے اور یہ اپنے زمانہ کے قطب الاقطاب ہوئے۔ ہزارہا خوارق اور کرامات آپ سے صادر ہوئیں غرہ ماہ شوال سات سو بیس ۷۲۰ میں وفات پائی سلطان غیاث الدین محمد تغلق نے جو گنبد

حضرت ممدوح کے واسطے تیار کرایا تہا اسی میں مزار شریف آپ کا بنایا گیا۔

انکے بعد حضرت دیوان عزالدین جانشین ہوئے صاحب حال وقال تھے وجد وسماع میں رہتے تھے پیران عظام کی زیارت کا شوق غالب تہا دہلی اور اجمیر شریف کے علاوہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا بہی ہو آئے تھے اپنے بہائی مخدوم حضرت علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے واسطے ملک گجرات میں تشریف لے گئے تھے کیونکہ حضرت علم الدین وہاں کے شیخ الاسلام تھے۔ اتفاقاً کفار سے جنگ پیش آگئی وہیں سات کسو انتالیس ۷۳۹ھ میں تیرہ ۱۳ محرم الحرام کو شہید ہو گئے نعش مبارک پاکپٹن شریف میں لائی گئی اور گنبد کلاں میں مزار شریف بنایا گیا۔

انکے بعد حضرت دیوان محمد فضیل انکے صاحبزادہ جانشین ہوئے بعض کتب میں دیوان فضل الدین نام نامی لکہا ہے صاحب کشف وکرامت تھے ماہ رجب کی انتیس تاریخ ۷۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

انکے بعد حضرت دیوان منور شاہ اپنے والد ماجد کے جانشیں ہوئے صاحب فضیلت وریاضت تھے ماہ صفر کی تیسری تاریخ ۸۰۶ھ آٹھ سو چھ میں دنیا سے سدہارے۔

انکے بعد حضرت دیوان نورالدین رحمۃ اللہ اپنے والد ماجد کے جانشین ہوئے باکمال بزرگ تھے رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ ۸۲۴ھ آٹھ سو چوبیس میں دنیا کو خیر باد کہا۔

انکے بعد حضرت دیوان بہاوالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بہائی کے قائمقام اور سجادہ نشین ہوئے ہر لحظہ یاد الہی میں معروف رہتے تھے رجب کی ساتویں تاریخ ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس میں راہی ملک بقا ہوئے۔

انکے بعد حضرت یونس بن دیوان بہاوالدین رحمۃ اللہ علیہما سجادہ نشین ہوئے

بڑے فیاض اور صاحب حال تھے۔ ربیع الاول کی سترہ تاریخ ۸۵۶ھ ہجری آٹھ سو چھپن میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

انکے بعد حضرت دیوان احمد شاہ اپنے والد ماجد کے جگہ سجادہ نشین ہوئے ایسے سخی تھے کہ جو نذرانہ روزمرہ آتا تھا خرچ کر دیتے تھے۔ ماہ ذیقعدہ کی آٹھویں تاریخ ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری میں دنیا سے تشریف لے گئے رحمۃ اللہ علیہ۔

انکے بعد دیوان پیر عطاء اللہ بجائے والد ماجد خود جانشین ہوئے صاحب زہد و ریاضت تھے ۸۹۵ھ میں آٹھ سو پچانوین ہجری میں رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے مزار شریف مستورات کے مزارات کی چاردیواری کی جانب سطر سوم میں ہے۔

ان کے بعد حضرت دیوان شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے ولی کامل تھے بابر بادشاہ آپ کی دعا سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا جیسا کہ گلزار فریدی وغیرہ میں مرقوم ہے شوال کی چوتھی تاریخ ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری میں وفات پائی

انکے بعد حضرت دیوان ابراہیم بن دیوان شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہما جانشین ہوئے مشہور مشائخ میں سے تھے بابا نانک سکھوں کا پیشوا آپکی خدمت میں حاضر ہوکر فیضیاب ہوا تھا ماہ رجب کی اکیس تاریخ ۹۵۹ھ نو سو انسٹھ ہجری میں دار البقا کو سدھارے

انکے بعد حضرت دیوان تاج الدین محمود بن حضرت دیوان ابراہیم سجادہ نشین ہوئے کرامات آپکی مشہور ہیں اکبر بادشاہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپ ہی نے بادشاہ کو حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ انکی دعا سے تمہارے گھر میں فرزند پیدا ہوگا ماہ صفر کی سترہ تاریخ ۱۰۲۲ھ ایک ہزار بائیس ہجری میں آپنے وفات پائی۔

حضرت دیوان فیض اللہ بن تاج الدین محمود رحمۃ اللہ علیہما آپ کو حضرت تاج الدین محمود نے

نے اپنی حیات ہی میں سجادہ نشین بنادیا تھا مگر بعد سجادگی صرف دو سال زندہ رہے ماہ ذالحجہ کی پچیسویں تاریخ ۱۰۱۸ھ ایکہزار اٹھارہ میں وفات پا گئے انکے بعد انکے صاحبزادہ ابراہیم اصغر کو خود ان کے جدامجد حضرت تاج الدین محمود نے کہ زندہ تھے مسند سجادگی پر بٹھایا ولی کامل تھے ۱۰۳۱ھ ایک ہزار اکتیس ہجری میں ۱۸ محرم الحرام کو آپ نے وفات پائی۔

انکے بعد حضرت دیوان شیخ محمد بن دیوان ابراہیم اصغر جانشین ہوئے بڑے عالم باعمل اور صوفی بے بدل گذرے ہیں۔ مولانا علی صغر کہ اولاد امجاد حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ سے ہیں آپکی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ بیعت ہوئے اور حضرت کے اشارہ سے کتابیں سیر اور سلوک میں تصنیف فرمائیں اور وہ معلومات جو سینہ بسینہ جانشینان وسجادگان حضور شیخ الاسلام فریدالملتہ والدین رضی اللہ عنہ میں چلے آتے تھے انکو قلمبند فرمایا اور ہمیشہ کو خادمان اولیا چشت اہل بہشت پر کمال احسان کیا تین کتابیں اس عاجز راقم الحروف نے مولانا ممدوح کی مطالعہ کیں جواہر فریدی تو مطبوعہ ہے اور مناقب چشت قلمی رسالہ ہے اسمیں مولانا علی اصغر نے حضرت دیوان شیخ محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اور ملفوظات جمع کئے ہیں دیکھنے کے قابل ہے۔

تیسری کتاب مخزن مناقب چشت نام قلمی ایک مطول کتاب ہے جسکے تقریباً ۲۰ خبر ہیں اسمیں وہ حقایق طریقت اور دقائق حقیقت مولانا علی صغر رحمتہ اللہ علیہ نے زبان مبارک حضرت دیوان شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ سے سنکر درج کئے ہیں جو اور کتابوں میں بہت کم نظر آوینگے حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے خلفار کے حالات علی الخصوص سلطان العاشقین سیدنا حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کو وہ کمالات درج کئے ہیں جو ایمانکو تازگی بخشنے والے ہیں فجزاہما اللہ تعالیٰ عن اہل الاسلام سیما اہل الطریقت وخدام الچشت خیرالجزا

حضرت دیوان شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۸۳ھ ایک ہزار تیراسی ہجری میں وفات پائی۔
انکے بعد انکے صاحبزادہ حضرت دیوان محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے زمانہ محمد شاہ بادشاہ آپ دہلی تشریف لائے تھے اسوقت بکثرت کرامات آپسے ظاہر ہوئیں ماہ ذیقعدہ کی پانچویں تاریخ ۱۱۲۲ھ میں وفات پائی۔
انکے بعد حضرت دیوان محمد سعید حضرت دیوان محمد اشرف کی ہمشیرہ زاد سجادہ نشین ہوئے یکم شوال ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس ہجری میں آپ نے وصال فرمایا۔
انکے بعد انکے چھوٹے بھائی دیوان عبدالسبحان سجادہ نشین مقرر ہوئے یہ زمانہ ایسا تھا کہ دہلی کی بادشاہت باقی نہیں رہی تھی ہر جگہ خودمختار سردار پیدا ہو گئے تھے دیوان عبدالسبحان صاحب بھی اسوقت اعلیٰ درجہ کے سردار تھے نواب بہادلخان والی ریاست بہاولپور کو آپکی امداد سے قوت حاصل ہوئی اور اپنے علاقہ پر قبضہ کیا شہر پناہ پاک پٹن شریف کو از سر نو تعمیر کرایا اولاد نرینہ نہیں چھوڑی ہنگامہ سیدان افغانان میں درجہ شہادت پایا تاریخ شہادت دس جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری لکھی ہے۔
انکے بعد انکے داماد دیوان غلام رسول سجادہ نشین ہوئے صاحب کرامت تھے اور وہی اقتدار حاصل کیا جو حضرت عبدالسبحان انکے خسر کو حاصل تھا اعلیٰ درجہ کے بامروت اور قبیلہ پرور تھے ۱۲۲۴ھ بارہ سو چوبیس ہجری میں وفات پائی مصنف رسالہ چشتیہ بہشتیہ نے انکے حالات اور کمالات لکھے ہیں یہ کتاب قلمی ہی عزیزی مولوی فضل احمد نظامی امروہی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔
انکے بعد انکے صاحبزادہ دیوان محمد یار سجادہ نشین ہوئے یہ زمانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تھا چونکہ دیوان محمد یار صاحب بکمال وجہ اوقات کے پابند تھے حکومت اور سرداری سے دست کش ہو کر عبادت اور ریاضت میں مصروف

ہو گئے مگر مہاراجہ نے واسطے خرچ لنگر کے جاگیر بھی اور کچھ مواضعات پاک پتن کے دیئے اور نقدی بھی نذر کی کچھ جاگیر نواب بہاول خاں نے بھی کی ریاست حیدر آباد کی طرف سے بھی کچھ مقرر رہا سرکار انگریزی نے بھی جاگیر کو بحال کیا۔ گلزار فریدی میں مصنف کتاب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایام عرس حضور شیخ الاسلام فرید الملتہ والدین رضی اللہ عنہ میں حضرت دیوان یار محمد صاحب ایسے بیمار ہوئے کہ بیہوش پڑے رہتے تھے مگر وقت ادا رسم ختم وغیرہ خود بخود بیدار ہو کر وضو کرتے اور لباس پہنکر درگاہ شریف میں حاضر ہو کر رسوم ختم وغیرہ ادا کرتے جب دولت خانہ پر آتے وہی حال ہو جاتا ایک فقیر صاحب حال نے کہا سبحان اللہ عجب شان حضور شیخ الاسلام کی ہے کہ مردہ سے خدمات عرس سرانجام دلا رہے ہیں چنانچہ یہی بات ثابت ہوئی کہ بعد اختتام عرس ودخلی محرم الحرام کی ساتویں تاریخ رات کے وقت ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری میں وفات پائی۔

انکے بعد انکے نواسہ حضرت دیوان شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین قرار پائے سخاوت و مروت میں حاتم اپنے زمانہ کے تھے اول رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔

انکے بعد انکے چھوٹے بھائی دیوان حضرت پیر اللہ جوایا سجادہ نشین قرار پائے بڑے فیاض تھے مساکین اور مسافروں کو اسپ معہ پوشاک و زاد راہ عطا فرما دیا کرتے تھے رحمۃ اللہ علیہ سنہ وفات آپ کا معلوم نہیں ہوا۔

انکے بعد انکے نواسہ حضرت دیوان سید محمد صاحب دام اللہ ظلہ علی روس المسترشدین پچیسویں ۲۵ سجادہ نشین ہوئے انکے نانا حضرت پیر اللہ جوایا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات شریف میں آپ کو قائم مقام اپنا قرار دیا تھا علاوہ تعلق نواسگی کے آپ کو متبنی بنا لیا تھا آپ صغیر سن ہی تھے کوئی تجربہ آپکو نہیں تھا کہ ایسے بڑے

کام کو سنبھالتے اور نہ کوئی خاندان میں سے آپ کا معاون تھا ایسی حالت
میں پیر عبدالرحمن صاحب نے انکے خلاف سجادگی کا دعویٰ کر دیا بعض عدالتوں میں
کامیاب ہوئے مگر پریوی کونسل تک نوبت پہنچی جسمیں حضرت دیوان سید محمد صاحب
کو اللہ کریم نے کامیابی دی سنا ہے ایک بزرگ حضرت شاہ محمد حسن خاں صاحب
چشتی صابری رامپوری نے ابتداہی میں فرمادیا تھا کہ لوح محفوظ پر سجادگی دیوان سید
محمد صاحب کے نام لکھی ہوئی ہے ناامید نہوں انجام کار ضرور کامیاب ہونگے اور
حافظ امیر حسن مرحوم سہارنپوری نے راقم الحروف سے فرمایا تھا کہ اسی زمانہ شروع
مقدمات میں حضرت دیوان سید محمد صاحب مع ماموں صاحب خود پیران کلیر
شریف میں حاضر ہوئے تھے اور اطمینان قلبی کے ساتھ رخصت ہوکر گئے تھے جس
سے معلوم ہوگیا تھا ضرور انشاء اللہ تعالیٰ انجام کار فتح پاویں گے۔
حضرت دیوان سید محمد صاحب کے زمانہ فیض فشانہ میں درگا شریف کا
بہتر سے بہتر انتظام ہوگیا عرس شریف اور دیگر مواقع پر مسافروں اور
مہمانوں کی ایسی خبر گیری ہوتی ہے اور ایسا اچھا انتظام رہتا ہے کہ کسی کو شکایت کا موقع
نہیں ملتا خانقاہ شریف در مہمان سرائے کو از سر نو درست کرایا ہے۔ پیران عظام کے
ساتھ وہ اخلاص ہے کہ سبحان اللہ ہر سال بلاناغہ بمقام دہلی حضرت قطب الاقطاب
رضی اللہ عنہ کے عرس شریف میں خود شامل ہوتے ہیں اور لنگر تقسیم فرماتے ہیں
اور بارہ مہینہ وہاں اپنی طرف سے ایک منشی اس خدمت پر مامور کر دیا ہے کہ
صادر و وارد کی خبر رکھے کھانا کھلاوے۔ زہد و ریاضت کی یہ کیفیت ہے کہ اوقات
شریفہ دیوان صاحب کے اوراد و وظائف سے معمور رہیں سفر حضر میں کوئی
ورد موقوف نہیں ہونے پاتا اللہ کریم بہ برکت پیران عظام و بطفیل حضور شیخ الاسلام
آپکی عمر شریف میں برکت دے اور آپ کو فرزند ارجمند عطا فرماوے۔ آمین۔

اس کتاب کے ختم کرنے سے پہلے عاجز راقم الحروف کے اوپر اپنے ایک مکرم یعنی حضرت خواجہ شاہ عبدالصمد صاحب دہلوی چشتی نظامی فریدی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ شاہ صاحب نے کتابیں سیر الاولیاء اور جواہر فریدی در سالہ چشتیہ بہشتیہ وغیرہا مجھے عنایت فرمائیں جنکی مدد سے راقم نے یہ کتاب لکھی بکتاب اقتباس الانوار سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ شاہ صاحب کا وجود باجود اسوقت مشائخ چشتیہ نظامیہ فخریہ میں بمقام دہلی بسا غنیمت ہے کیوں نہ ہو حضور شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے اُس شاخ میں ہیں جنکے مورث اعلی مشہور بزرگ قطب وقت حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

مابین حضرت خواجہ شاہ عبدالصمد اور حضرت شیخ المشائخ شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ دس واسطہ ہیں آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کامل بزرگ اپنے وقت کے تھے۔

حضرت ممدوح نے آپ کو اپنا جانشین کیا تھا اور حضرت قطب وقت خواجہ شاہ الہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی اور آپ کے حقیقی ماموں شاہ غلام معین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت شاہ غلام نصیر الدین صاحب عرف میاں کالے صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی جو حضرت فخر اولیاء مولانا فخر الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں آپ کو سجادگی ملی ہے فقط وهذا اخر الكلام فى هذ المقام والحمد لله على حسن الاختتام والصلوٰة والسلام على سيد الانام وعلى اله واصحابه البررة الكرام۔

کتبہ العبد العاجز العاصی محمد مشتاق احمد چشتی صابری
انبٹھوی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی سنہ ۱۳۳۹ ہجری۔

تقریظ

از شاعر شیریں شعار ناثر نثرہ نثار جناب حکیم سید الطاف حسین صاحب کاظم فریدآبادی

سابق اتالیق ولیعہد بہادر ریاست لوہارو۔ و رجسٹرار امتحانات طبیہ کالج دہلی

تذکرہ فریدیہ ایک بیش بہا کتاب ہی جو فی الحقیقت ہر پہلو سے قابل قدر ہی۔ اول تو وہ تذکرہ ایسے گوہر فطرت جوہر انسانیت کا ہی جو باغ چشت کی بہار بے خزاں ہی جسکی حیرت انگیز خوارق عادت نے عالم کو مبہوت بنا دیا ہی اور ہمالیہ سے راس کماری تک اسکے نام نامی کا ڈنکا بجا دیا ہی۔ اس کا مقدس نام ہر مرض کی شفا ہی اور ہر درد کی دوا ہی بلکہ عاشقان صادق کے مذاق میں جان سے زیادہ شیریں ہے بقول راقم۔

ہی تلخ کامیوں کی دوا نام آپ کا
روحی فداک گنج شکر مرحبا فرید

علاوہ اس کے کہ حضور کا ذکر ایک روحانی حالات رکھتا ہی یہ حالات ایسے شخص کے قلم معجز رقم سے لکھے گئے ہیں جسکا مولف ہونا ہی تالیف کی ہزار خوبیوں کی سند ہی، وہ کون؟ غواص بحر طریقت علام رموز شریعت حضرت مولانا حاجی حافظ مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی چشتی صابری مفتی ریاست گنجپورہ اگر عمدہ تصویر سے مصور کی اعلیٰ قابلیت کا قیاس ہوتا ہی۔ تو مصور کی اعلیٰ قابلیت کو بھی تصویر کی خوبیوں کا ایک قابل اعتماد ثبوت کہا جا سکتا ہی۔ پس تذکرہ فریدیہ کی خوبیاں بالتفصیل بیان کرنے کے عوض اسقدر کہدینا کافی ہی کہ اس تذکرہ کے مولف حضرت مولانا محترم ہیں۔

ہمارے مولنا صاحب کی ذات والاصفات فی زماننا مغتنمات سے ہی، آپ تبحر علمی کے ساتھ حسن اخلاق کی ایسی زندہ تصویر ہیں جو دلکش بھی ہی۔ اور نظر فریب بھی ہی

ہیں چھوٹے بھائی شاہ ظہور احمد آپ کے — یکتائے عصر فخر زمن صوفئے اجل

جاری ہے سلسلہ بھی مولف، کا آپ سے — نام خدا وہ رہبر و ہادی ہیں بے مثل

دیکھا یہ تذکرہ تو کہوں دل کا حال کیا — فرط خوشی سے سینہ میں ہاتھوں پڑا اچھل

جز یاد حق اونہیں نہیں دنیا میں کوئی کام — غافل نہیں ہیں یاد الٰہی سے ایک پل

کچھ اسمیں شک نہیں کہ وہ پیر فلک جناب — ہے شہریار سلطنت احسن العمل

محبوب خاص حضرت مخدوم کلیری — ہیں تاجدار کشور عرفاں آج کل

مالک ہیں آپ دولت بابا فرید کے — یعنی کہ سلسلہ میں ہیں اب اکمل و مکمل

ہیں فیض یاب اہل جہاں اونکی ذات سے — ہاں مہرباں اُن پہ ہے خلاق لم یزل

اب دیر کس لئے ہے جو ہے طالب خدا — شائق تو جلد بہر خدا اون کے پاس چل

شائق ادب کی جا ہے زباں اپنی بند کر — مانا یہ ہم نے تو بھی ہے مستانۂ ازل

تاریخ طبع کا ہے اگر آپ کو خیال — "حالات شاہ گنج شکر" لکھدو بر محل

۱۳۳۹ھ

قطعہ تاریخ تالیف رسالہ تذکرہ فریدیہ از نتیجہ طبع احسن بابو نظیر الحسن صاحب خلف جناب مولٰنا مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مولف تذکرہ

نیکوں تذکرہ ہو یہ مرغوب دل! — بہت خوب اسمیں حکایات ہیں!

مولف پہ رحمت ہو اللہ کی — لکھی اسمیں سچی روایات ہیں!

لکھا از سر جان تم اے نظیر — امام طریقت کے حالات ہیں! ۱۳۴۱ھ

افسوس ہے۔ کہ جناب پیر جی ظہور احمد صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ کو بمقام گنجپورہ ضلع کرنال وصال فرمایا اور مزار مبارک بمقام گنجپورہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔